قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

بدھ 15/ مارچ 2023ء | 22/ شعبان 1444 ہجری قمری | 15/ امان 1402 ہجری شمسی | جلد:5 | شمارہ:63

ارشادِ باری تعالیٰ

مَثَلُ الَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّۃٍ اَنۡۢبَتَتۡ سَبۡعَ سَنَابِلَ فِیۡ کُلِّ سُنۡۢبُلَۃٍ مِّائَۃُ حَبَّۃٍ ؕ وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ

(البقرۃ:262)

ترجمہ: ان لوگوں کی مثال جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ایسے بیج کی طرح ہے جو سات بالیں اُگاتا ہو۔ ہر بالی میں سو دانے ہوں اور اللہ جسے چاہے (اس سے بھی) بہت بڑھا کر دیتا ہے۔ اور اللہ وسعت عطا کرنے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

اللہ تعالیٰ پاک کمائی قبول کرتا ہے

بہت سے احمدی ہیں جو قربانیوں کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب وہ قرآن اور حدیث میں اور اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات پڑھتے ہیں تو اس بات پر ان کو یقین بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے کے اموال اور نفوس میں برکت کا بھی فرمایا ہے۔ جب انسان اپنی پیاری ترین چیز اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ میں اس کو بڑھا کر دیتا ہوں اور سات سوگنا تک بھی دے سکتا ہوں اور اس سے زیادہ بھی دے سکتا ہوں۔ تو جب احمدی یہ قربانی کرتے ہیں اور جب احمدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے مطابق خرچ کرتے ہیں تو ان کو یہ بھی یقین ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑھا کر دے گا اور ہمارے سے بھی یہ سلوک کرے گا۔ جس میں آپ نے فرمایا کہ ’’جس نے ایک کھجور بھی پاک کمائی میں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دی اور اللہ تعالیٰ پاک چیز کو ہی قبول فرماتا ہے‘‘۔ یہ بڑی ضروری چیز یاد رکھنے والی ہے۔ دھوکے سے کمائی ہوئی کمائی اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ پاک کمائی قبول کرتا ہے۔ اور فرمایا کہ ’’جس نے پاک کمائی اللہ تعالیٰ کی راہ میں دی تو اللہ تعالیٰ اس کھجور کو دائیں ہاتھ سے قبول فرمائے گا (چاہے وہ کھجور کے برابر ہی کمائی ہو) اور اسے بڑھاتا جائے گا یہاں تک کہ وہ پہاڑ جتنی ہو جائے گی‘‘۔ فرمایا کہ ’’جیسے تم میں سے کوئی اپنے چھوٹے سے بچھڑے کی پرورش کرتا ہے اور اسے بڑا جانور بنا دیتا ہے‘‘۔

(صحیح البخاری کتاب الزکاۃ باب الصدقۃ من کسب طیب ... الخ حدیث 1410)

(خطبہ جمعہ 4/ نومبر 2011ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- تم اس کا گھر گراتے ہو خدا تم کو گرا دے گا (منظوم)
- الفضل بطور ٹانک
- احکام خداوندی
- حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ
- تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جا سکتا ہے
- زکوٰۃ کی فرضیت وفضیلت

فرمانِ رسولؐ

- حضرت خریم بن فاتکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں کچھ خرچ کرتا ہے اسے اس کے بدلہ میں سات سوگنا ثواب ملتا ہے۔

(ترمذی کتاب فضائل الجہاد باب فضل النفقۃ فی سبیل اللّٰہ)

- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مَیں تمہیں سب سخیوں سے بڑے سخی کے بارہ میں نہ بتاؤں؟ اللہ تمام سخاوت کرنے والوں سے بڑھ کر سخاوت کرنے والا ہے۔ پھر مَیں تمام انسانوں میں سے سب سے بڑا سخی ہوں۔

(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد از علامہ ھیثمی جلد 9 صفحہ 13 بیروت)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

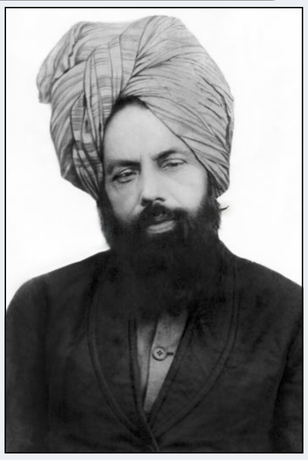

جگر نکال کر دیکھنے سے مراد مال ہے

- دنیا میں انسان مال سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے۔ اسی واسطے علم تعبیر الرؤیا میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص دیکھے کہ اس نے جگر نکال کر کسی کو دیا ہے تو اس سے مراد مال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حقیقی اتقاء اور ایمان کے حصول کے لئے فرمایا۔ لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ کہ حقیقی نیکی کو ہرگز نہ پاؤ گے جب تک کہ تم عزیز ترین چیز خرچ نہ کرو گے۔ کیونکہ مخلوق الٰہی کے ساتھ ہمدردی اور سلوک کا ایک بڑا حصہ مال کے خرچ کرنے کی ضرورت بتلاتا ہے۔ اور ابنائے جنس اور مخلوق الٰہی کی ہمدردی ایک ایسی شئے ہے جو ایمان کا دوسرا جزو ہے جس کے بدوں ایمان کامل اور راسخ نہیں ہوتا۔ جب تک انسان ایثار نہ کرے دوسرے کو نفع کیونکر پہنچا سکتا ہے۔ اور اس آیت میں، لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ میں اسی ایثار کی تعلیم اور ہدایت فرمائی گئی ہے۔ پس مال کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا بھی انسان کی سعادت اور تقویٰ شعاری کا معیار اور محک ہے۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں للّٰہی وقف کا معیار اور محک وہ تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ضرورت بیان کی اور وہ کُل اثاث البیت لے کر حاضر ہو گئے۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 95-96 ایڈیشن 1985ء)

- سچے نیکوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ خدا کی رضا جوئی کے لئے اپنے قریبیوں کی اپنے مال سے مدد کرتے ہیں اور نیز اس مال میں سے یتیموں کے تعہّد اور ان کی پرورش اور تعلیم وغیرہ میں خرچ کرتے رہتے ہیں اور مسکینوں کو فقر و فاقہ سے بچاتے ہیں اور مسافروں اور سوالیوں کی خدمت کرتے ہیں اور ان مالوں کو غلاموں کو آزاد کرانے کے لئے اور قرض داروں کو سبکدوش کرنے کے لئے بھی دیتے ہیں اور اپنے خرچوں میں نہ تو اسراف کرتے ہیں نہ تنگ دلی کی عادت رکھتے ہیں اور میانہ روش چلتے ہیں۔ پیوند کرنے کی جگہ پر پیوند کرتے ہیں اور خدا سے ڈرتے ہیں اور ان کے مالوں میں سوالیوں اور بے زبانوں کا حق بھی ہے۔ بے زبانوں سے مراد کتے، بلیاں، چڑیاں، بیل، گدھے، بکریاں اور دوسری چیزیں ہیں۔ وہ تکلیفوں اور کم آمدنی کی حالت میں اور قحط کے دنوں میں سخاوت سے دل تنگ نہیں ہو جاتے بلکہ تنگی کی حالت میں بھی اپنے مقدور کے موافق سخاوت کرتے رہتے ہیں۔ وہ کبھی پوشیدہ خیرات کرتے ہیں اور کبھی ظاہر۔ پوشیدہ اس لئے کہ تا ریاکاری سے بچیں اور ظاہر اس لئے کہ تا دوسروں کو ترغیب دیں۔ خیرات اور صدقات وغیرہ پر جو مال دیا جائے اس میں یہ ملحوظ رہنا چاہئے کہ پہلے جس قدر محتاج ہیں ان کو دیا جائے۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 357)

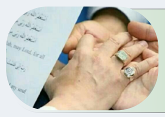

دربارِ خلافت

غیروں کا اقرار کہ محمدؐ مذہبی اور حکومتی لیڈر کے طور پر بھی عظیم تھے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پھر مشہور عیسائی مؤرخ Reginald Bosworth Smith لکھتا ہے کہ ’’مذہب اور حکومت کے رہنما اور گورنر کی حیثیت سے پوپ اور قیصر کی دو شخصیتیں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ایک وجود میں جمع تھیں۔ آپ پوپ تھے مگر پوپ کی طرح ظاہر داریوں سے پاک۔ آپ قیصر تھے مگر قیصر کے جاہ وحشمت سے بے نیاز۔ اگر دنیا میں کسی شخص کو یہ کہنے کا حق حاصل ہے کہ اُس نے باقاعدہ فوج کے بغیر، محل شاہی کے بغیر اور لگان کی وصولی کے بغیر صرف خدا کے نام پر دنیا میں امن اور انتظام قائم رکھا تو وہ صرف حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ آپ کو اس ساز و سامان کے بغیر ہی سب طاقتیں حاصل تھیں‘‘

پھر یہی Bosworth Smith اپنی کتاب محمد اینڈ محمدن ازم (Muhammed and Muhammedanism) میں لکھتے ہیں کہ:

’’آپ کے مشن (یعنی نبوت و رسالت) کو سب سے پہلے قبول کرنے والے وہ لوگ تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھی طرح جانتے تھے۔ مثلاً آپ کی زوجہ، آپ کا غلام، آپ کا چچا زاد بھائی اور آپ کا پرانا دوست، جس کے بارے میں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کہا تھا کہ اسلام کے داخل ہونے والوں میں سے وہ واحد انسان تھا جس نے کبھی اپنی پیٹھ نہیں موڑی تھی اور نہ ہی وہ کبھی پریشان ہوا تھا۔ عام پیغمبروں کی طرح حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قسمت معمولی نہ تھی کیونکہ آپ کی عظمت کا انکار کرنے والے صرف وہی لوگ ہیں جنہیں آپ کی ذات کا صحیح علم حاصل نہیں تھا‘‘

(Muhammed and Muhammedanism by R.Bosworth Smith,Smith Elder and Co.1876,page127)

پھر Bosworth ہی آگے لکھتے ہیں کہ:

’’وہ رسوم و رواج جن سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے منع فرمایا، نہ صرف آپ نے ان کی ممانعت فرمائی بلکہ اُن کا مکمل طور پر قلع قمع کر دیا۔ جیسے انسانی قربانیاں (یعنی انسانوں کو قربان کرنا) چھوٹی بچیوں کے قتل، خونی جھگڑے، عورتوں کے ساتھ غیر محدود شادیاں، غلاموں کے ساتھ نہ ختم ہونے والے ظلم وستم، شراب نوشی اور جوا بازی۔ (اگر آپ ایسا نہ کرتے تو) یہ سلسلہ بلا روک ٹوک عرب اور اس کے ہمسائے ملکوں میں جاری رہتا‘‘۔ (اور آپ نے ان سب کو ختم کر دیا۔)

(ایضاً صفحہ 125)

پھر یہی آگے لکھتا ہے کہ:

’’حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے مقصد کی سچائی اور نیکی میں عمیق ترین ایمان رکھ کر جو کچھ کیا تھا، کوئی دوسرا شخص اس میں گہرے یقین کے بغیر کچھ بھی نہیں کر سکتا‘‘۔ (یہ گہرا ایمان اور یقین جو تھا، وہ آپ کو اپنے مقصد کے بارے میں، اپنے دعویٰ کے بارے میں، اپنا خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونے کے بارے میں ہوا تبھی یہ انقلاب آیا۔) وہ کہتا ہے کہ ’’آپ کی زندگی کا ہر واقعہ آپ کو ایسا حقیقت پسند اور پُر جوش انسان ثابت کرتا ہے جو اپنے مسلّمہ عقائد اور نظریات تک آہستہ آہستہ تکالیف برداشت کرتے ہوئے پہنچنے کی کوشش کرتا ہے۔‘‘

(ایضاً صفحہ 127)

پھر آگے لکھتے ہیں کہ ’’یہ کہنا کہ عرب کو انقلاب کی ضرورت تھی یا بالفاظ دیگر یہ کہنا کہ نئے پیغمبر کے ظہور کا وقت آ گیا تھا۔ اگر ایسا ہی تھا تو پھر حضرت محمد ہی وہ پیغمبر کیوں نہ ہوں؟ اس موضوع پر موجودہ زمانے کے مصنف سیر نگر نے یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آمد سے سالہا سال قبل ایک پیغمبر کے ظہور کی توقع بھی تھی اور پیشگوئی بھی تھی۔‘‘

(ایضاً صفحہ 133)

پھر آگے یہی Bosworth ہی بیان کرتا ہے کہ: ’’مجموعی طور پر مجھے یہ حیرانی نہیں کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مختلف حالات میں کتنے بدل گئے تھے۔ بلکہ تعجب تو یہ ہے کہ آپ کی شخصیت میں کتنی کم تبدیلی پیدا ہوئی تھی۔ صحرائی گلہ بانی کے ایام میں (یعنی جب بھیڑیں چراتے تھے) شامی تاجر کے طور پر، غارِ حرا کی خلوت گزینی کے ایام میں، اقلیتی جماعت کے مصلح کی حیثیت سے، (جب مکّہ میں تھے)، مدینہ میں جلاوطنی کے ایام میں، ایک مسلّمہ فاتح کی حیثیت سے، یونانی بادشاہوں اور ایرانی ہرقلوں کے ہم مرتبہ ہونے کی حالت میں ہم آپ کی شخصیت میں ایک غیر متزلزل استقلال کا مشاہدہ کر سکتے ہیں‘‘۔ کہتا ہے کہ ’’مجھے نہیں لگتا کہ اگر کسی اور آدمی کے خارجی حالات اس قدر زیادہ بدل جاتے تو کبھی اُس کی ذات میں اس قدر کم تبدیلی رونما ہوتی۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خارجی حالات تو تبدیل ہوتے رہے مگر ان تمام حالتوں میں مجھے اُن کی ذات کا جوہر ایک جیسا ہی دکھائی دیتا ہے۔‘‘

(ایضاً صفحہ 133)

(خطبہ جمعہ 5/ اکتوبر 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

تم اس کا گھر گراتے ہو خدا تم کو گرا دے گا

نہ پہلے اس نے چھوڑا ہے نہ آئندہ وہ چھوڑے گا
ہمیں خود پیار سے وہ دامنِ رحمت میں بھر لے گا

خدا کا گھر کسی بھی نام سے ہو اس کی حرمت ہے
تم اس کا گھر گراتے ہو خدا تم کو گرا دے گا

وہ قادر ہے توانا ہے اسے ہر شے پہ قدرت ہے
وہ لشکر ہاتھیوں کا بے طرح پامال کردے گا

دکھادے گا مسیحا کی صداقت ساری دنیا کو
کوئی بولے نہ بولے وہ خدا مالک ہے بولے گا

گزر کے امتحانوں سے ہی اگلا درجہ ملتا ہے
ہمیں منزل بہ منزل قرب کی راہوں پہ ڈالے گا

لگا دیتے ہو فتویٰ کفر کا اللہ والوں پر
وہ دھیما ہے مگر اس ظلم کی تم کو سزا دے گا

خدا کی ڈھیل پر اترانے والو! کچھ سنبھل جاؤ
کبھی گستاخ لوگوں کو نہ بخشا ہے نہ بخشے گا

خدا کا فعل شاہد ہے بھلا کس کی صداقت پر؟
ذرا اس بات پر بھی ٹھنڈے دل سے غور کیجے گا

امۃ الباری ناصر۔ امریکہ

اداریہ

الفضل بطور ٹانک

ایک دن خاکسار نے علی الصبح نماز فجر کے بعد الفضل سے تعاون کرنے والی ایک خاتون سے ان کے الفضل کے حوالہ سے سپرد کیے گئے کام کے بارے دریافت کیا تو انہوں نے میسج کیا کہ میں اس پر کام کر رہی ہوں۔ بعض اوقات انسان کسی وجہ سے ڈاؤن ہوتا ہے۔ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوتا ہے۔ موٹیویشن، تسلی اور حوصلہ کی ضرورت ہوتی ہے جو صبح صبح الفضل آن لائن سے کسی نہ کسی طرح مل جاتی ہے اور انسان نئی ہمت اور ولولہ سے کام کا آغاز کر دیتا ہے۔

اس ضمن میں موصوفہ نے اس دن کے اخبار الفضل 12؍ جنوری 2023ء سے دربار خلافت کے مستقل کالم کے تحت بعنوان ''اللہ پر توکل ضروری ہے اور یہ توکل بغیر تقویٰ کے پیدا نہیں ہوسکتا۔'' کے تحت حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا مجلس انصار اللہ یو کے 2022ء کے اجتماع سے خطاب سے ذیل کا ارشاد بھجوایا۔

''حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:

''یہ نہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کمزور ہے۔ وہ بڑا طاقتور ہے جب اس پر کسی امر پر بھروسہ کرو گے تو وہ ضرور تمہاری مدد کرے گا۔ وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ اور جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرے تو وہ اس کے لیے کافی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ پر توکّل ضروری ہے اور یہ توکل بغیر تقویٰ کے پیدا نہیں ہوسکتا''۔ یہ زبانی جمع خرچ نہیں ہیں کہ منہ سے کہہ دیا کہ ہم اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہیں بلکہ تقویٰ کے اعلیٰ معیاروں کو حاصل کرنے کی ضرورت ہے، اپنی عبادتوں کے معیار بلند کرنے کی ضرورت ہے، اپنے اخلاق اعلیٰ سطح پر لے جانے کی ضرورت ہے، دوسروں کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی ضرورت ہے۔ پس اگر حقیقت میں ہم اپنی حالتوں میں ایسی تبدیلی پیدا کر لیں کہ دین دنیا پر مقدم ہو جائے تو یہی حقیقی تقویٰ ہے اور یہی وہ مقام ہے جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''جو لوگ ان آیات کے پہلے مخاطب تھے وہ اہل دین تھے۔ ان کی ساری فکریں محض دینی امور کے لیے تھیں اور دنیاوی امور حوالہ بخدا تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو تسلی دی کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اللہ تعالیٰ متقی کے راستوں کی ساری روکیں دور فرما دیتا ہے، جو اس کے دین کے کام میں حارج ہوں''۔ پس (اگر) دنیاوی کاموں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ہم نمازوں کی وقت پر ادائیگی کر رہے ہیں اور اسی طرح دوسرے دنیاوی کاموں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے جماعتی کاموں اور دین کے کاموں کو ترجیح دے رہے ہیں تو وہ سب طاقتوں کا مالک خدا فرماتا ہے ''میں تمہارے ساتھ ہوں، تمہاری فکروں کو دور کروں گا۔''

پس انسان نے خدا تعالیٰ کی کیا مدد کرنی ہے؟ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ہمیں دین کی خدمت کا موقع دیتا ہے، ہماری نیکیوں کے ہمیں اجر دیتا ہے، ہماری ضروریات پوری فرماتا ہے اور پھر ان تمام نوازشوں کے بعد ہمیں اپنے دین کے مددگاروں میں شامل فرماتا ہے۔ کتنا مہربان ہے ہمارا خدا، کس قدر دیالو ہے ہمارا خدا، اس کا ہم کبھی احاطہ ہی نہیں کر سکتے۔ پس ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حقیقی شکر گزار بندے بنتے ہوئے اس کے حکموں پر چلتے ہوئے، تقویٰ کی راہوں پر قدم مارتے ہوئے اپنی زندگیاں گزارنے والے بنیں اور یہی ہمارے حقیقی انصار ہونے کی روح ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن 12؍ جنوری 2023ء)

پھر لکھتی ہیں کہ اس میں بیان چار امور کے حوالے سے خاکسار نے اپنا محاسبہ کیا۔ استغفار کیا اور اس سے مجھے اتنی قوت ملی کہ میں نئے جذبہ کے ساتھ کاموں میں مصروف ہوگئی۔

انسان پر زندگی میں مختلف کیفیات آتی رہتی ہیں۔ کبھی غمی، کبھی خوشی، کبھی اداسی، کبھی اکتاہٹ، کبھی بد دلی اور کبھی عزم و جذبے باندھنے کا وقت بھی آتا ہے۔ بالخصوص ایسے افراد و خواتین پر جو اپنا گھر بار چھوڑ کر مذہب کی خاطر ہجرت کر کے دوسرے ملک میں مقیم ہوں۔ بچے بھی ہمراہ ہوں اور نئی جگہ پر، نئے ماحول میں، نئے موسم میں ایڈجسٹمنٹ بھی مشکل ہو تو بسا اوقات دل بیٹھتا اور کام کرنے کو دل نہیں کرتا۔

کچھ ایسی ہی کیفیت مسزعطیۃ العلیم کی ہے جو پاکستان سے مخالفت کا سامنا کرتے ہوئے ایک دوسرے دیس میں آ بسی ہیں اور الفضل آن لائن کی خدمت گزار اور معاونہ ہیں۔ جن کے لیے اور بہت سوں کی طرح الفضل روزانہ ٹانک کا کام کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ موصوفہ کی اور اس مرحلہ سے گزرنے والوں کی تمام مشکلات دور کرے۔ آمین

مؤرخہ 12؍ جنوری 2023ء کے الفضل سے چند اہم امور کی نشان دہی بھی کر دی ہے کہ درج ذیل امور سے مجھے اپنا محاسبہ کرنے کا موقع ملا اور اپنی کمیوں کو دور کرنے کا عزم باندھا اور مشکلات کے حل کے لیے دعائیں بھی کیں۔

1. اللہ پر توکل کریں۔ اسی سے مانگیں۔ وہ مشکل کشا خدا ہے۔
2. دین کو دنیا پر مقدم کر لیں۔ اپنے نجی کاموں پر جماعت کو فوقیت دیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے صلہ میں تمام مشکلات ضرور دور کرے گا۔
3. دوسروں کے حقوق ادا کریں۔ اللہ کی مخلوق اس کی عیال ہے جس طرح ہم اپنے بچوں کے حقوق ادا کرتے ہیں۔ ان کے لیے فکر مند رہتے ہیں۔ اسی طرح اللہ کی عیال کا خیال بھی رکھنا اور اس کے حقوق ادا کرنا ضروری ہے۔
4. اعلیٰ اخلاق نہ چھوڑیں۔
5. پنجوقتہ نمازوں کی پابندی کریں اور اللہ کی عبادت کا حق ادا کریں۔
6. ناامید نہ ہوں۔ اللہ ضرور مدد کے لیے آئے گا۔ جیسا کہ اس روز کے الفضل میں دو صحابہ حضرت مولانا جمال الدینؓ اور حضرت مفتی محمد صادقؓ کی سیرت پر دو مضامین بہت تسلی کا موجب بنے اور ان مضامین میں بیان واقعات نے بہت حوصلہ بڑھایا۔

مسزعطیۃ العلیم کے میسج اور عزم صمیم کو دیکھ کر مجھے اپنے ایک بزرگ کا واقعہ یاد آ رہا ہے۔ جیسا کہ میں لکھ آیا ہوں انسان کی طبیعت پر مختلف ادوار آتے ہیں۔ بسا اوقات سستی اور کاہلی ہوتی ہے اور کوئی کام کرنے کو دل نہیں کرتا۔ ہمارے ایک بزرگ بعض اوقات اپنے آپ کو جھٹک کر یا جھٹکا دے کر تیزی سے چارپائی سے یہ کہتے ہوئے اٹھا کرتے کہ اُٹھ! جا کے نماز پڑھ کے آ۔ قبر وچ جا کے سونا ای اے۔

ہجومِ مشکلات سے نجات حاصل کرنے کا طریق

ایسے حالات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک نظم ''اک نہ اک دن پیش ہوگا تو فنا کے سامنے'' پڑھنی چاہیے جو آپ نے جناب شیخ محمد بخش رئیس کڑیانوالہ ضلع گجرات کو سخت مالی مشکلات پر لکھ کر دی تھی جس کو خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا کے طفیل قبول فرما کر ان کی تکالیف دور کر دی تھیں۔

اِک نہ اِک دن پیش ہوگا تو فنا کے سامنے
چل نہیں سکتی کسی کی کچھ قضا کے سامنے
چھوڑنی ہوگی تجھے دُنیائے فانی ایک دن
ہر کوئی مجبور ہے حکم خدا کے سامنے
مستقل رہنا ہے لازم اَے بشر تجھ کو سدا
رنج و غم یاس و اَلم فکر و بلا کے سامنے
بارگاہِ ایزدی سے تو نہ یوں مایوس ہو
مشکلیں کیا چیز ہیں مشکل کُشا کے سامنے
حاجتیں پوری کریں گے کیا تری عاجز بشر
کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے
چاہیے تجھ کو مٹانا قلب سے نقشِ دُوئی
سر جُھکا بس مالک ارض و سما کے سامنے
چاہیے نفرت بدی سے اور نیکی سے پیار
ایک دن جانا ہے تجھ کو بھی خدا کے سامنے
راستی کے سامنے کب جھوٹ پھلتا ہے بھلا
قدر کیا پتھر کی لعلِ بے بہا کے سامنے

(اخبار الفضل 13؍ جنوری 1928ء)

(ابوسعید)

جنت کا دروازہ

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

قابل رشک ہے وہ انسان جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا اور پھر اس کے برمحل خرچ کرنے کی غیرمعمولی توفیق اور ہمت بخشی۔

(بخاری)

پھر فرمایا:

جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے کا نام ''باب الصدقہ'' ہے جہاں سے صدقہ و خیرات کرنے والے داخل ہوں گے۔

(مسلم)

صبیحہ محمود۔ جرمنی

احکام خداوندی

اللہ کے احکام کی حفاظت کرو۔ (الحدیث)

قسط 76

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔‘‘

(کشتی نوح)

انبیاء اور عباد الرحمٰن کی دُعائیں جو ایک مومن کے زیرِ ورد رہنی چاہئیں (حصہ اوّل)

’’خدا تعالیٰ نے قرآن مجید کی ابتداء بھی دُعا سے ہی کی ہے اور پھر اس کو ختم بھی دُعا پر ہی کیا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ انسان ایسا کمزور ہے کہ خدا کے فضل کے بغیر پاک ہو ہی نہیں سکتا اور جب تک خدا تعالیٰ سے مدد اور لذت نہ ملے یہ نیکی میں ترقی کر ہی نہیں سکتا۔‘‘(حضرت مسیح موعودؑ)

’’اگر تم لوگ چاہتے ہو کہ خیریت سے رہو اور تمہارے گھروں میں امن رہے تو مناسب ہے کہ دُعائیں بہت کرو اور اپنے گھروں کو دُعاؤں سے پُر کرو۔ جس گھر میں ہمیشہ دُعا ہوتی ہے خدا تعالیٰ اُسے برباد نہیں کرتا۔‘‘

(سیدنا حضرت مسیح موعودؑ از ملفوظات جلد 3 صفحہ 232)

اس ارشاد کی روشنی میں وہ قرآنی دُعائیں جو انبیاء نے کیں اور سب سے بڑھ کر ہمارے آقا و مولیٰ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنی دُعاؤں کا خزانہ ہمارے لئے چھوڑا۔ وہ سلیقے، وہ ڈھب، وہ رنگ اور وہ گُر جو دُعاؤں کی قبولیت کے ہمارے لئے رہنما اصول ہیں، اُن پیار بھری اداؤں کو اور اُن قبولیت کی سند پانے والی دُعاؤں کو جاننا ضروری ہے۔

اس باب میں وہ تمام دُعائیں اور مناجات اس دُعا کے ساتھ درج کی جارہی ہیں کہ اے اللہ! یہ تمام مناجات جو تیرے برگزیدہ بندوں نے اُمت کے لئے کر رکھی ہیں وہ ہم سب کے حق میں قبول فرما۔ اور انہی محبت بھرے عاجزانہ الفاظ میں اپنے حضور دستِ سوال دراز کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین۔

حضرت آدمؑ کی دُعا

حضرت آدم علیہ السلام نے الٰہی حکم کے خلاف بُھول کر جب شجرہ چکھ لیا تو اللہ تعالیٰ نے حصول عفو و مغفرت کے لئے یہ دعائیہ کلمات حضرت آدم علیہ السلام کو سکھائے۔ جن کے نتیجہ میں وہ رجوع برحمت ہوا۔

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمۡنَاۤ اَنۡفُسَنَا ٜ وَاِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَتَرۡحَمۡنَا لَنَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ ﴿۲۳﴾

(الاعراف:24)

اُن دونوں نے کہا کہ اے ہمارے ربّ! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کیا تو یقیناً ہم گھاٹا کھانے والوں میں سے ہوجائیں گے۔

حضرت نوحؑ کی دعائیں

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے نافرمان بیٹے کے حق میں جب دُعا کی تو اللہ تعالیٰ نے یہ دُعا سکھلائی:

قَالَ رَبِّ اِنِّیۡۤ اَعُوۡذُ بِکَ اَنۡ اَسۡـَٔلَکَ مَا لَیۡسَ لِیۡ بِہٖ عِلۡمٌ ؕ وَاِلَّا تَغۡفِرۡ لِیۡ وَتَرۡحَمۡنِیۡۤ اَکُنۡ مِّنَ الۡخٰسِرِیۡنَ ﴿۴۸﴾

(ہود:48)

اس نے کہا اے میرے ربّ! یقیناً میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ تجھ سے وہ بات پوچھوں جس (کے مخفی رکھنے کی وجہ) کا مجھے کوئی علم نہیں۔ اور اگر تو نے مجھے معاف نہ کیا اور مجھ پر رحم نہ کیا تو میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔

حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کے سخت رویہ اور جھوٹا، مجنوں کہلانے پر اپنے رب سے حالت مغلوبیت میں یوں دُعا کی:

اَنِّیۡ مَغۡلُوۡبٌ فَانۡتَصِرۡ

(القمر:11)

میں یقیناً مغلوب ہوں۔ پس میری مدد کر۔

حضرت نوح علیہ السلام نے قوم سے تنگ آ کر فیصلہ کن نشان طلب کرتے ہوئے اپنی جماعت کی نجات کے لئے یوں دُعا کی:

رَبِّ اِنَّ قَوۡمِیۡ کَذَّبُوۡنِ ۚ فَافۡتَحۡ بَیۡنِیۡ وَبَیۡنَہُمۡ فَتۡحًا وَّنَجِّنِیۡ وَمَنۡ مَّعِیَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ

(الشعراء:118-119)

اے میرے ربّ! میری قوم نے مجھے جھٹلا دیا ہے۔ پس میرے درمیان اور ان کے درمیان واضح فیصلہ کر دے اور مجھے نجات بخش اور اُن کو بھی جو مومنوں میں سے میرے ساتھ ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کے خلاف یُوں بد دُعا کی

وَقَالَ نُوۡحٌ رَّبِّ لَا تَذَرۡ عَلَی الۡاَرۡضِ مِنَ الۡکٰفِرِیۡنَ دَیَّارًا ﴿۲۷﴾ اِنَّکَ اِنۡ تَذَرۡہُمۡ یُضِلُّوۡا عِبَادَکَ وَلَا یَلِدُوۡۤا اِلَّا فَاجِرًا کَفَّارًا

(نوح:27-28)

اور نوح نے کہا اے میرے ربّ! کافروں میں سے کسی کو زمین پر بستا ہوا نہ رہنے دے۔ یقیناً اگر تُو ان کو چھوڑ دے گا تو وہ تیرے بندوں کو گمراہ کر دیں گے اور بدکار اور سخت ناشکرے کے سوا کسی کو جنم نہیں دیں گے۔

حضرت نوح علیہ السلام نے منکرین و مکذّبین کے خلاف الٰہی فیصلہ طلب کر کے اپنے، والدین اور مومنوں کے حق میں بخشش کی دُعا یوں کی:

رَبِّ اغۡفِرۡ لِیۡ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنۡ دَخَلَ بَیۡتِیَ مُؤۡمِنًا وَّلِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ

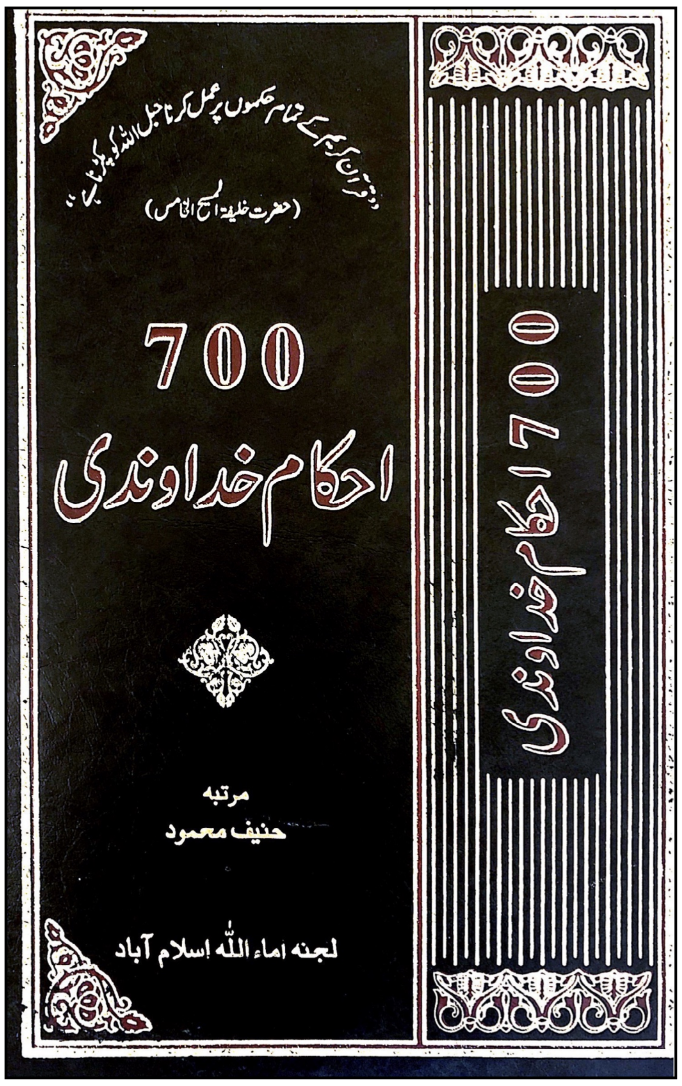

وَالۡمُؤۡمِنٰتِ ؕ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیۡنَ اِلَّا تَبَارًا

(نوح:29)

اے میرے ربّ! مجھے بخش دے اور میرے والدین کو بھی اور اسے بھی جو بحیثیت مومن میرے گھر میں داخل ہوا اور سب مومن مردوں اور سب مومن عورتوں کو۔ اور تو ظالموں کو ہلاکت کے سوا کسی چیز میں نہ بڑھا۔

حضرت نوح علیہ السلام نے طوفان کے وقت کشتی پر سوار ہوتے یہ دُعا الٰہی حکم سے پڑھی۔ یہ دُعا کسی سواری پر سوار ہوتے پڑھنی چاہئے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ مَجۡرٖٮہَا وَمُرۡسٰٮہَا ؕ اِنَّ رَبِّیۡ لَغَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ

(ہود:42)

اللہ کے نام کے ساتھ ہی اس کا چلنا اور اس کا لنگر انداز ہونا ہے۔ یقیناً میرا ربّ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی پر سوار ہوتے وقت اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ نَجّٰنَا مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ کہہ کر یہ دُعا پڑھنے کی بھی ہدایت قرآن میں ملتی ہے:

رَّبِّ اَنۡزِلۡنِیۡ مُنۡزَلًا مُّبٰرَکًا وَّاَنۡتَ خَیۡرُ الۡمُنۡزِلِیۡنَ

(المؤمنون:30)

اے میرے ربّ! تُو مجھے ایک مبارک اُترنے کی جگہ پر اتار اور تُو اتارنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی اس دُعا کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے اُنہیں کشتی کے ذریعہ طوفان سے نجات دی:

رَبِّ انۡصُرۡنِیۡ بِمَا کَذَّبُوۡنِ

(المؤمنون:27)

اے میرے ربّ! میری مدد کر کیونکہ انہوں نے مجھے جھٹلا دیا ہے۔

(700 احکام خداوندی از حنیف احمد محمود صفحہ 535-539)

ہادی علی چوہدری۔ نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

حضرت خلیفة المسیح الرابعؒ

اور ایک آفاقی عالم، متکلم اور ادیب

قسط 4۔ آخری

اگر یہ تحریر کسی اشتراکی تاریخ نویس کی ہوتی اور یہ پالیسی مارکس یا لینن یا سٹالن کی طرف منسوب کی جاتی اور ’’مسلم پارٹی‘‘ کی جگہ ’’کمیونسٹ پارٹی‘‘ کے الفاظ ہوتے تو مجھے کچھ تعجب نہ ہوتا اور مَیں بغیر کسی قلبی ہیجان کے اس عبارت کو پڑھ کر آگے گزر جاتا اور خیال بھی نہ کرتا کہ یہ کسی نے کیا لکھا ہے۔ کاش ایسا ہی ہوتا مگر افسوس کہ ایسا نہیں ہوا۔ افسوس کہ ایسا نہیں ہے۔ اور یہ ایک ’’مسلم راہنما‘‘ کی تحریر ہے جو واشگاف الفاظ میں اس مقدّس ذات پر اتّہام لگا رہا ہے جس کی غلامی کا دعویٰ کرتا ہے۔

یہ مولوی مودودی کی تحریر ہے....... الفاظ واضح اور غیر مُبہم ہیں۔ الزام سخت گھناؤنا اور بھونڈا ہے اور صرف ایک الزام نہیں بلکہ الزام پر الزام لگایا گیا ہے۔ اِس تحریر کا پڑھنا بھی مجھ پر سخت گراں ہے اور اس کا لکھنا بھی۔ اور ناقابلِ بیان اذیّت پہنچتی ہے جب اس فقرہ پر نظر پڑتی ہے کہ دعوت اسلام تو بھیجی مگر:

’’اِس کا انتظار نہ کیا کہ دعوت قبول کی جاتی ہے یا نہیں بلکہ قوّت حاصل کرتے ہی رومی سلطنت سے تصادم شروع کر دیا......‘‘

آنحضرتؐ کی پالیسی تو ایک معصومانہ پالیسی تھی جو ایک نوزائیدہ بچہ کے دل کی طرح پاک وصاف تھی۔ آپؐ نے تلوار اُسی وقت اُٹھائی جب آپؐ پر حدّ سے بڑھ کر مظالم توڑے گئے۔ آپؐ کے ہاتھ سلامتی کے ہاتھ تھے اور جارحیت کی تلوار سے سراسر ناآشنا تھے۔ شریف النّفس غیروں نے بھی جب آپؐ کی اِس پالیسی پر نگاہ کی تو اُسے کلیةً سلامتی اور امن اور دفاع کی پالیسی قرار دیا۔ چنانچہ مودودی صاحب کے مندرجہ بالا الفاظ پڑھنے کے بعد اب ایک سکھ معاصر کے الفاظ بھی مُلاحظہ فرمایئے:

’’اِبتداء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین نے جب آپؐ کا جینا اجیرن بنا دیا تو آپؐ نے اپنے پیروکاروں سے کہا کہ اپنا وطن چھوڑ کر مدینے چلے جاؤ۔ یعنی اپنے کسی ہم وطن بھائی پر ہاتھ اُٹھانے کی بجائے صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پیارا وطن چھوڑنا منظور کرلیا۔ لیکن آخر کار جب اُن پر ظلم اور جبر کی حد کر دی گئی تو مجبوراً آپؐ نے اپنی اور اسلام کی حفاظت میں تلوار اُٹھائی.... یہ پرچار کہ دین کی اشاعت کے لئے جبر کرنا جائز ہے اُن احمق لوگوں کا عقیدہ ہے جنہیں نہ دین کی سمجھ ہے نہ دنیا کی۔ وہ حقیقی سچائیوں سے دُور ہونے کی وجہ سے اس غلط عقیدہ پر فخر کرتے ہیں۔‘‘

(’’نواں ہندوستان‘‘ دہلی اشاعت 1949-11-17)

اس پر مَیں مزید تبصرہ نہیں کرتا قارئین کا دل خود گواہی دے گا کہ دونوں میں سے کون سچّا ہے، ایک سِکھ جریدہ نگار یا ’’مزاج شناس نبوت‘‘؟

(مذہب کے نام پر خون۔ باب اشاعتِ اسلام کے بارہ میں مولانا مودودی اور بعض غیروں کے نظریات صفحہ 27-41)

اسی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کو ہدایت کی ضرورت، اسلام کی حقانیت، رسول اللہؐ کے ناموس اور امّت میں مسیح موعود کی آمد کے نظریات کے خلاف کھڑے ہونے والے نام نہاد مفکر و مدبّر کے غیر اسلامی اور بودے نظریات کے جس طرح آپؒ بخئیے ادھیڑتے تھے، اس کی ایک مثال ملاحظہ فرمائیں۔

لیکن قبل اس کے کہ آپ اس تحریر میں کھو جائیں، یہ مدّنظر رہے کہ حضرت خلیفة المسیح الرابعؒ کی تحریر ایک گہرے مطالعہ، وسیع تحقیق اور دقیق پہلوؤں سے کبھی بھی تشنہ نہیں ہوئی۔ چنانچہ آپؒ کی جملہ تحریروں کا مطالعہ کریں تو وہ بتاتی ہیں کہ آپؒ جس مسئلہ کے اثبات پر قلم اٹھاتے ہیں اس کے مخالف نظریات، فلسفہ، منطق اور دلائل پر بھی گہری نظر رکھتے ہوئے اور ان کا تجزیہ پیش کرتے ہوئے اپنی دلیل اور اپنے مؤقف کو ثابت فرماتے ہیں۔ آپؒ کی تصنیف ہر سطح اور ہر طبقہ کے قاری کی نہ صرف تشنگی کی تشفّی کرنے والی ہوتی ہے بلکہ اسے لبالب سیراب کرنے والی ہے۔ آپؒ کے بیان میں تشکیک کی کوئی دھند نہیں تھی۔ آپؒ کا کلام حتمیّت سے معمور اور قطعی ہے جو اپنی صداقت کو خود ثابت کرتا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ فرمائیں۔ آپؒ امّت میں غیر تشریعی نبوّت کے اثبات کے نظریۂ حقّہ پر بحث کرتے ہوئے ’’کیا غیر تشریعی نبی آسکتا ہے؟‘‘ کے عنوان کے تحت تحریر فرماتے ہیں:

’’مسلم علماء اور مفکّرین کے طرف سے غیر تشریعی نبوت کے بند ہو جانے کے عقیدہ کو عقلاً ثابت کرنے کی دو بڑی کوششیں کی گئی ہیں۔ پہلی کوشش کا تعلق کسی بھی نئے معلّم کی ضرورت سے ہے۔ اس کی دلیل ان کے نزدیک یہ ہے کہ ہادیٔ کامل کتاب کے بعد کسی اور مصلح کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اگر اس بات کو ثابت کیا جاسکے کہ ایک مکمل کتاب اور ہادیٔ کامل کے بعد کبھی بھی اخلاقی اور روحانی انحطاط نہیں ہوگا تو لازماً کسی اور نبی کے آنے کا کوئی جواز باقی نہیں رہتا۔ لیکن افسوس کہ اس نظریہ کو نہ تو دلائل سے ثابت کیا جا سکتا ہے نہ ہی تاریخی شواہد سے۔

یہ نظریہ اس لئے بھی ناقابل تسلیم ہے کہ انبیاء صرف شریعت ہی نہیں لاتے بلکہ نبوّت تو بہت سے فضائل کا مجموعہ ہوا کرتی ہے۔ کسی تشریعی نبی کے وصال کے بعد اس کی کتاب یا سنت نبوّت کی قائم مقام نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد مسلمانوں کی حالت سے یہ امر بخوبی واضح ہو جاتا ہے اور مسلسل انحطاط پذیر مسلم معاشرہ اس امر کا کافی ثبوت ہے۔ آنحضرتؐ کے صحابہؓ کی بلند اور ارفع اخلاقی حالت سے عصر حاضر کے مسلمانوں کی اخلاقی حالت کو کوئی نسبت ہی نہیں ہے۔ حالانکہ ان کے پاس اب بھی وہی کامل اور ہر قسم کی تبدیلی اور تحریف سے پاک کتاب موجود ہے جو آج سے چودہ سو سال پہلے تھی۔

ہر قسم کی نبوّت کے کلّیةً بند ہو جانے کے عقیدہ کے حق میں دی جانے والی دوسری دلیل کا تعلق انسان کی ذہنی بلوغت سے ہے۔ اس نظریہ کے سب سے بڑے علمبردار علّامہ اقبالؔ ہیں جو بعض کے نزدیک دور حاضر کے سب سے بڑے مسلم مفکّر ہیں۔ اس نظریہ کی بنیاد اس مفروضہ پر رکھی گئی ہے کہ قرآن کریم کا نزول اس وقت ہوا جب انسان ذہنی اور عقلی بلوغت کے معراج کو پہنچ چکا تھا۔ لہٰذا اب اسے مرسلین کی وساطت سے ہر وقت راہنمائی کی ضرورت نہیں جیسی اس کے آباء واجداد کو تھی۔ کیا خوب فلسفہ ہے! لیکن باریک بینی سے جائزہ لینے پر کتنا بودا اور حقیقت سے عاری دکھائی دیتا ہے۔

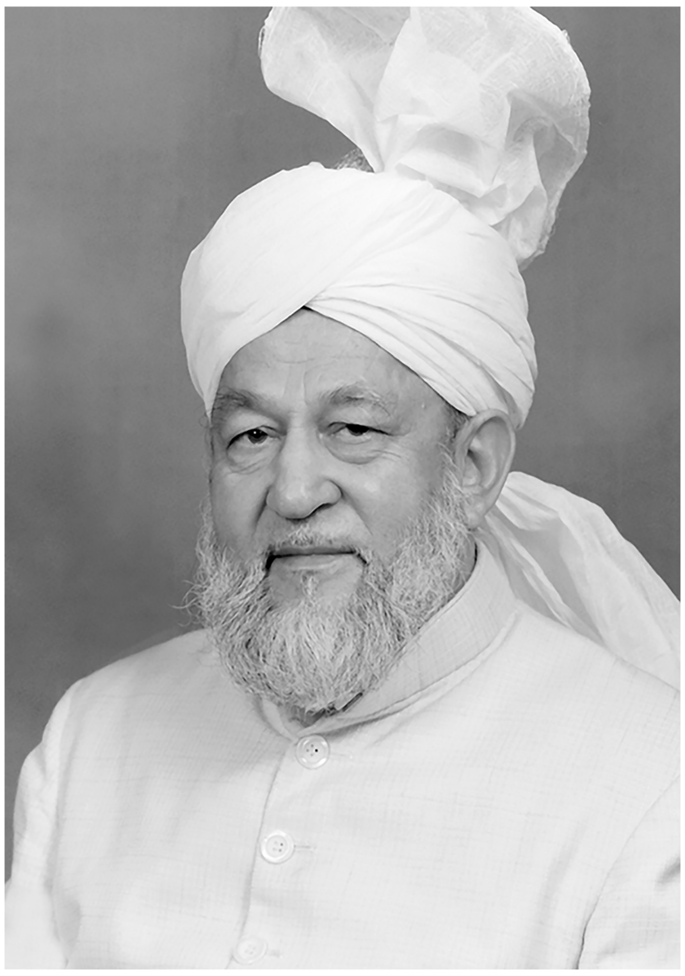

یہ مفروضہ کہ انسان اتنی ذہنی بلوغت حاصل کر چکا ہے کہ وہ کسی کامل مذہب کے چیدہ چیدہ احکام کی روشنی میں اپنے فیصلے خود کر سکے اور اپنے لئے آپ کوئی ضابطۂ اخلاق مرتّب کر سکے، کئی اعتبار سے قابل تنقید ٹھہرتا ہے۔

اس بات کو نہیں بھولنا چاہئے کہ ترقی کے ہر زینہ پر انسان نے اپنی دانست میں ہمیشہ یہی سمجھا ہے کہ وہ ذہنی بالیدگی کی آخری حدود کو چھو رہا ہے۔ تاریخ کے ہر دور میں ہر عہد کے لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا رہے ہیں کہ انہوں نے انسانی ترقی کی معراج کو پالیا ہے۔ اپنے نسبتاً بلند مقام سے نیچے دیکھتے ہوئے انہیں گزشتہ نسلیں مقابلةً یقیناً ناپختہ اور کم ترقی یافتہ معلوم ہوتی ہوں گی۔ لیکن اس کے باوجود ماضی میں کسی بھی مرحلہ پر انسان نے اتنی عقل و دانش کا مظاہرہ نہیں کیا جس سے وہ اپنے لئے ہدایت کا راستہ خود متعین کرسکتا۔ فرعون جیسے خودسر لوگ ہمیشہ خدا تعالیٰ کی بھیجی ہوئی ہدایت سے نبرد آزما رہے۔ اس قسم کے سرکش لوگوں نے ہمیشہ اپنی اَنا کے ہاتھوں وقت کے نبی کو ماننے سے انکار کیا۔ ان سب کا ہمیشہ سے یہی دعویٰ رہا ہے کہ وہ اپنے معاملات کو سلجھانے کے لئے ایک پختہ شعور کے مالک ہیں۔ لیکن تاریخ نے ان سب کی خوش فہمی کو غلط ثابت کر دیا ہے۔ لہٰذا اس سے زیادہ بچگانہ سوچ اور کیا ہوگی کہ انسان کسی بھی مرحلہ پر یہ خیال کرے کہ اب وہ اپنی اخلاقی اور روحانی ضروریات سے عہدہ برا ہونے کے لئے خود کفیل ہوگیا ہے۔

جہاں تک ذہنی بالیدگی کا تعلق ہے تو تاریخی حقائق نے اسے بھی غلط ثابت کر دیا ہے۔ نبی کی وفات کے بعد فقہی اختلافات اور تفسیر میں باہمی فرق کی بنیاد پر ملت کا کئی فرقوں میں تقسیم ہو جانا ایک ایسا عالمگیر رجحان ہے جس سے اسلام سمیت کوئی مذہب محفوظ نہیں رہا۔ لہٰذا محض ذہنی پختگی ہی انسان کے لئے شریعت سے صحیح نتائج اخذ کرنے کے لئے کافی نہیں ہے بلکہ اس کے لئے خود خدا تعالیٰ کی طرف سے رہنمائی بھی ضروری ہے۔ اگر انسان کی ذہنی پختگی سے یہ مراد لی جائے کہ وہ خود ہی آسمانی صحیفوں سے صحیح نتائج اخذ کرنے کے اہلیت رکھتا ہے تو پھر لازماً مذہبی تعلیمات کے تمام بنیادی مسائل پر کامل اتفاق ہونا چاہئے۔ لیکن افسوس کہ عملی زندگی میں ہمیں یہ بات نظر نہیں آتی۔ اگر مسلمان بھی جنہیں آخری کامل کتاب کے پیروکار ہونے پر فخر ہے اس کی تفسیر کے بارہ میں باہمی اختلافات میں کسی سے پیچھے نہیں رہے تو پھر یہ نام نہاد ذہنی پختگی کس کام کی؟ تاریخ مذاہب اس امر پر شاہد ہے کہ

جب کسی مذہب کے پیروکار ایک دفعہ مختلف فرقوں میں بٹ جائیں تو محض انسانی کوشش سے کبھی دوبارہ متحد نہیں ہوا کرتے۔ اور یہی بات آج کے مسلمانوں پر بھی پورے طور پر صادق آتی ہے۔ کسی آسمانی مصلح کے بغیر یہ لوگ بھی واحدانیت کے ایک جھنڈے تلے دوبارہ جمع نہیں کئے جاسکتے۔ افسوس کہ انہوں نے تو اس آسمانی ذریعہ کو جو اُن کیلئے امید کی واحد کرن تھی، سرے سے ہی رڈّ کر دیا۔

ہر اعتبار سے محفوظ کتاب اور نہایت حزم و احتیاط سے ترتیب دی گئی احادیث کے ذخیرہ کے باوجود جس پر مسلمانوں کو فخر بجا ہے امت مسلمہ کہ بہتّر (72) فرقوں میں تقسیم اقبال کے انسانی ذہن کی پختگی پر مبنی فلسفہ کے تاروپود بکھیر کر رکھ دیتی ہے۔

مسلمانوں کے باہمی اختلافات محض فروعی نہیں بلکہ بنیادی اور گہرے ہیں جو وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ اس میں اگر اسلامی دنیا کی اخلاقی زبوں حالی کو بھی شامل کر لیا جائے تو ان کی یہ حالت اور بھی زیادہ قابلِ رحم اور افسوس ناک ہو جاتی ہے۔ اور اگر ان کی بقا کو ان کی ذہنی پختگی کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے تو پھر تو ان کا اللہ ہی حافظ ہے۔

کتنے دکھ کی بات ہے! آج کے دانشوریوں یہ بات سمجھنے سے قاصر ہیں کہ کسی مذہبی معاشرہ کی پاکیزگی کے لئے محض کامل کتاب کی موجودگی کافی نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو اسلام کے پیروکاروں کے عقائد میں مثالی وحدت نظر آنی چاہئے تھی۔ لیکن بدقسمتی سے حقیقت اس کے برعکس ہے۔

ڈاکٹر علّامہ سر محمد اقبال کے دفاع میں زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ آسمانی روشنی کو لفظوں کے ہیر پھیر سے روکنے کا تصوّر دراصل ان کا اپنا نہیں تھا۔ ان کی غلطی یہ تھی کہ انہوں نے عظیم جرمن فلسفی نیٹشے (Nietzsche) کی اندھادھند تقلید کی۔ یہ نیٹشے ہی تھا جس نے عہد حاضر میں سب سے پہلے الٰہی ہدایت کی ضرورت کے بالمقابل انسانی ذہن کی پختگی کا تصوّر پیش کیا۔ درحقیقت نیٹشے نے انسان کو ترغیب دلائی کہ وہ بالغ نظری سے اپنے حواسِ خمسہ کا استعمال کرے۔ اس نے ایسے آدمی کے لئے جو ذہنی بلوغت کو پہنچ چکا ہو اور اس کے حواس خمسہ مکمل طور پر نشوونما پا چکے ہوں superman,overman یا فوق البشر کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ ایسے شخص کو رہنمائی کے لئے کسی ایسے خدا کی ضرورت نہیں ہے جو اس کے نزدیک محض ایک تصوّر سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ اس کے نزدیک اس قسم کے مفروضے اس وقت قائم کئے گئے تھے جب انسان ابھی ذہنی طور پر اتنا بالغ نہیں ہوا تھا کہ اپنی تقدیر کا خود مالک بن سکے۔ نیٹشے نے اپنی کتاب 'Thus spoke Zarathustra' میں جو اس کے دانشکدہ کا علامتی ترجمان ہے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ چونکہ اب انسان ذہنی پختگی کی معراج کو پہنچ چکا ہے اس لئے اسے مفروضوں کے ساتھ چمٹے رہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ نیٹشے لکھتا ہے:

''جب انسان دور تک پھیلے ہوئے سمندروں کو دیکھتا تھا تو خدا کو پکارا کرتا تھا لیکن اب میں نے تمہیں superman یعنی overman کہنا سکھا دیا ہے۔''

''خدا محض ایک تصوّر ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ تمہارے تصوّرات تمہارے تخلیقی ارادہ کی قوّت سے آگے نہ بڑھنے پائیں۔''

''تمہارے نزدیک خدا کی حقیقت کیا ہے؟ لیکن اگر تم حقیقت تک پہنچنے کی خواہش رکھتے ہو تو اس کا مطلب ہونا چاہئے کہ ہر چیز ایسی صورت میں ہو جسے انسان سوچ سکے، دیکھ سکے اور محسوس کر سکے۔ تمہیں اپنے حواس کو بروئے کار لاتے ہوئے سوچنا چاہئے کہ ان سے کیا نتائج نکل سکتے ہیں۔''

''خدا تو ایک تصوّر ہے لیکن کون ہے جو موت کا مزہ چکھے بغیر اس تصوّر کی اذیت سے نجات پا سکے؟''

`Thus spoke Zarathustra` کا لب لباب نیٹشے کی ایک خیالی خدا کے خلاف بغاوت ہے جو دراصل عیسائیوں کا تصوّر ہے اور Zarathustra کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے کہ اس نے کیوں خدا کی خلاف بغاوت کی، اس کتاب کے باب ریٹائرڈ (Retired) کا مطالعہ ضروری ہے۔ لیکن ہمارے موقف کو سمجھنے کے لئے یہ جاننا کافی ہے کہ نیٹشے کے دانشکدہ کے مطابق انسان آسمانی ہدایت سے مستثنیٰ ہو چکا ہے کیونکہ اب اس کی ذہنی بلوغت رہنمائی کے لئے کافی ہے۔

اقبال کا فلسفہ بھی بعینہٖ یہی ہے کہ چونکہ انسان کی ذہنی صلاحیت پختہ ہو چکی ہے اس لئے اب اسے کسی نبی کی ضرورت نہیں ہے۔ اس مستعار فلسفہ کو خدا تعالیٰ کی ضرورت سے قطعی انکار کی صورت میں استعمال کرنے کے بجائے اقبال نے ذہنی پختگی کے تصوّر کو اسلام کے تناظر میں ڈھال کر اور اس کی نوک پلک درست کر کے اسے اپنا الّو سیدھا کرنے کے لئے استعمال کیا۔ انہیں یہ تو مسلّم تھا کہ انسان کو ایک کامل مصلح اور کامل کتاب کی ضرورت ہے لیکن ایک دفعہ اس مقصد کے حاصل ہو جانے کے بعد ان کے خیال میں اسے آسمان سے مزید کسی دخل اندازی کی حاجت نہیں رہتی۔ لیکن صرف اسی پر بس نہیں۔ ذہنی پختگی کا یہ نظریہ جس میں اقبال نے کسی قدر ترمیم کی ہے نہ صرف ضرورتِ نبوّت کی نفی کرتا ہے بلکہ غیر انبیاء کے ساتھ بھی خدا کے مکالمہ مخاطبہ کا سرے سے انکار کرتا دیتا ہے۔ ان کے اس نظریہ سے صرف یہی ایک منطقی نتیجہ نکالا جاسکتا ہے۔ یہ نظریہ انسان کو خدا تعالیٰ کی طرف سے کسی بھی قسم کی مزید راہنمائی سے کلّیۃً آزاد کر دیتا ہے کیونکہ پہلے سے موجود رہنمائی کی روشنی میں اب وہ اپنے ہر قسم کے اہم فیصلے خود کرنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ اقبال کی دلیل یہ ہے کہ انسان کوئی چھوٹا سا بچہ نہیں جس کی انگلی کسی نبی کے ہاتھ میں دے کر اسے چلنا سکھایا جائے۔ کیا وہ اتنی بلوغت حاصل نہیں کر چکا کہ از خود چل سکے؟ بظاہر یہ منطق بڑی ٹھوس ہے مگر آج کے انسان کی روحانی زبوں حالی اور اخلاق اقدار کی مکمل تباہی پر ایک نظر ہی اس دلیل کو کلّیۃً بودا اور خیالی ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔

اقبال اور اس کے مفروضوں کے بارہ میں اتنا ہی کافی ہے۔ اب ذرا مودودی صاحب کے نظریہ کا جائزہ لیں جو سنّی مسلمانوں کے ایک مشہور عالم ہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوّت کلّیۃً بند ہو جانا بنی نوع انسان کے لئے ایک بہت بڑی رحمت ہے۔ خاص طور پر مسلمانوں کے لئے تو یہ ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ کیونکہ اس طرح انہیں اب ہمیشہ کے لئے خدا تعالیٰ کے کسی سچے پیغمبر کو جھٹلانے کا خطرہ مول لینے کی حاجت نہیں رہی۔ یوں وہ امتوں کے برعکس اپنے زمانہ کے نبی کو جھٹلانے کے جرم سے بال بال بچ گئے ہیں اور خدا تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ ہو گئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسے نظریہ کو ایک مذاق تو کہہ سکتے ہیں، اسے ایک سنجیدہ دلیل قرار نہیں دیا جاسکتا۔

اگر مودودی صاحب کا فلسفہ درست تسلیم کر لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ نعمت کی بجائے نبوّت معاذ اللہ ایک لعنت ہے ورنہ اس کے بند ہو جانے کو نعمت اور انقطاع کو رحمت کیسے قرار دیا جاسکتا ہے؟ یہ سوچ پولوسؔ کی سوچ کے قریب تر معلوم ہوتی ہے جس نے تورات کی شریعت کو لعنت قرار دیا تھا اور وہ حضرت مسیحؑ کو اس لئے نجات دہندہ مانتا تھا کیونکہ بقول اس کے مسیحؑ نے تورات کی شریعت کو منسوخ کر دیا تھا۔ اس کی دلیل یہ تھی کہ جب کوئی قانون موجود ہی نہیں ہوگا جسے توڑا جائے تو گناہ بھی سرزد نہ ہوگا۔

تاہم مودودی صاحب کے اس پورے فلسفہ کا ماخذ صرف پولوس ہی معلوم نہیں ہوتا بلکہ یوں لگتا ہے جیسے بہاء اللہ کے تصوّر کے گڑے مردے اکھاڑنے کی کوشش کی گئی ہو۔ پولوس کے نزدیک جس طرح حضرت مسیحؑ نے تورات کی شریعت منسوخ کر دیا تھا اسی طرح بہاء اللہ کی بھی قرآنی شریعت کے بارہ میں یہی دعویٰ ہے۔ اس نے بزعم خود بنی نوع انسان کو قرآن کریم کی غلامی سے آزاد کر دیا ہے البتہ اس نے کلّیۃً پولوس کی پیروی نہیں کی۔ کیونکہ پولوس نے کبھی مجسّم خدا ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا بلکہ اس نے خدائی کو کلّیۃً حضرت مسیحؑ کی طرف منسوب کیا۔ اس کے نزدیک مسیحؑ ایک ایسا نجات دہندہ تھا جس نے خدا باپ کی طرف سے بنی نوع انسان کے خلاف کی جانے والی غلطی کا ازالہ کر دیا۔ اس کے نزدیک شریعت کا نفاذ بذاتِ خود گناہ کو پیدا کرنے کے مترادف ہے۔ لہٰذا شریعت کو منسوخ کر کے مسیحؑ نے گناہ کے بیج کو ہی ختم کر دیا۔ بنی نوع انسان کو نجات دلانے کے ساتھ ساتھ گویا اس نے خدا باپ کو بھی گناہ پیدا کرنے کی غلطی سے نجات دلا دی۔

بہاء اللہ اس فلسفہ کا جزوی طور پر اطلاق کرتے ہوئے یہ دلیل دیتا ہے کہ قرآنی شریعت چونکہ بہت سخت اور مشقت میں ڈالنے والی ہے لہٰذا دورِ حاضر کے انسان کے لئے قابل عمل نہیں رہی۔ یوں بزعم خود اس نے بنی نوع انسان کو اس تکلیف دہ بوجھ سے اگرچہ نجات تو دلا دی مگر مکمل نجات نہیں۔ اس نے پہلی شریعت منسوخ کر کے ایک نئی شریعت گھڑ لی لیکن آخر کار وہ خدا تعالیٰ کا اور خود اپنا تمسخر اڑانے کے سوا کچھ نہ کر سکا۔ اس نے قرآنی شریعت کو منسوخ کر کے جو شریعت پیش کی وہ عقل سلیم، تفکر اور معقولیت کے کھلی توہین کے سوا کچھ نہیں۔

یوں لگتا ہے کہ پولوس کے ان دونوں جدید شاگردوں یعنی بہاء اللہ اور مودودی صاحب نے مل کر اسلام کے خاتمہ کی پوری کوشش کی ہے۔ جہاں تک قرآنی شریعت کا تعلق ہے تو جس طرح بہاء اللہ نے اسے آزادی کے نام پر قربان کر دیا اسی طرح نبوّت کو مودودی صاحب نے پولوسی فلسفہ کی بھینٹ چڑھانے کی جسارت کی۔ دونوں ہی خدا کی نظر میں اپنے مقصد کے حصول میں ناکام رہے۔ دونوں ہی ان لوگوں کی نظر میں ہیرو قرار پائے جو خود روحانی امراض کا شکار تھے۔ لیکن مودودی صاحب نے پورے طور پر پولوس کی پیروی نہیں کی۔ انہوں نے یہ تجویز کرنے کی جرأت تو نہیں کی کہ خدا تعالیٰ کو چاہئے کہ قرآنی شریعت ہی کو منسوخ کر دے تا کہ لوگ اس کی نافرمانی کر کے مغضوب نہ بنیں۔ مودودی صاحب نے پولوس کے اصول کے اطلاق کو صرف نبوّت کے منصب تک محدود رکھا۔ چنانچہ ان کے نزدیک اگر اسلام کے مقدس بانیؐ کے بعد خدا تعالیٰ کی طرف سے امّتی نبی بھی بھیجے گئے تو غالب امکان ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت ان کا انکار کر دے جیسے ان سے پہلے نبیوں کا انکار ہوتا چلا آیا ہے۔ اس طرح مودودی صاحب کی منطق کے مطابق خدا تعالیٰ کی لعنت کا خطرہ دودھاری تلوار کی طرح ان کے سروں پر لٹکتا رہے گا۔ مودودی صاحب کی نظر میں خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوّت کا سلسلہ کلّیۃً بند کر کے بنی نوع انسان پر بے انتہا رحمتیں نازل کی ہیں خصوصاً مسلمانوں پر۔ لوگوں کو لعنت سے بچانے کے لئے نبوّت کے سلسلہ کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ تو خود نبوّت کو لعنت قرار دینے کے مترادف ہے۔ اس طرح مودودی صاحب کا یہ جدید پولوسی فلسفہ خدا تعالیٰ سے یہ تقاضا کرتا ہے کہ وہ نبوّت کی لعنت کو سرے سے ہی ختم کر دے۔ کیسی نجات اور گناہوں سے کیسی آزادی۔ خس کم جہاں پاک!

لیکن اس بات کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ یہ فلسفہ ماضی اور مستقبل دونوں پر یکساں اطلاق پاتا ہے۔ آنحضرتؐ سے پہلے حضرت مسیحؑ کو کیوں مبعوث کیا گیا؟ کیا قرآن کریم حضرت مسیحؑ کے انکار کی وجہ سے یہودیوں کا کلّیۃً ملعون قرار نہیں دیتا؟ اور پہلی قوموں کا کیا حشر ہوا؟ کیا انہوں نے خدا تعالیٰ کے فرستادوں کا انکار نہیں کیا اور ان کے ساتھ ہنسی ٹھٹھا کا سلوک نہیں کیا گیا؟ بنی نوع انسان کے کبر اور نخوت کا یہ کیسا افسوس ناک منظر ہے! چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے۔

يٰحَسۡرَةً عَلَى الۡعِبَادِ ۚ مَا يَاۡتِيۡهِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ﴿۳۱﴾

(یٰس:31)

ترجمہ: وائے حسرت بندوں پر! ان کے پاس کوئی رسول نہیں آتا مگر وہ اس سے ٹھٹھا کرنے لگتے ہیں۔

حیرت کی بات ہے کہ خدا تعالیٰ کو اس لعنت کو ختم کر دینے کا خیال پہلے کیوں نہیں آیا۔ انبیاءؑ کے ساتھ واسطہ پڑنے کے لیے تاریخی سفر کے دوران یہودیوں کا کیا حشر ہوا؟ کیا ان پر حضرت داؤدؑ کی زبان سے لعنت نہیں ڈالی گئی؟ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے درمیانی عرصہ میں اہل کتاب کا کیا حال ہوا؟

کیا ہر زمانہ کے لوگوں کا خدا تعالیٰ کے تمام انبیاءؑ کے ساتھ ایسا غیر انسانی سلوک خدا تعالیٰ کو یہ باور کرانے کے لئے کافی نہیں تھا کہ نبوت رحمت نہیں بلکہ لعنت ہے؟ پھر حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، اور حضرت لوطؑ کی بعثت کا کیا مقصد تھا؟ کیا ان کی تکذیب کی وجہ سے ان کی اقوام پر خدا تعالیٰ کا غضب نازل نہیں ہوا؟ سوائے چند بظاہر بے حیثیت لوگوں کے کیا انہیں صفحہ ہستی سے مٹا نہیں دیا گیا؟ تاہم جو خیال مودودی صاحب کو سوجھا وہ خدا کو کیوں نہ سوجھ سکا۔ خدا تعالیٰ کے بارہ میں یہ دیو مالائی تصور کہیں مودودی صاحب کے دماغ نے خود ہی تو نہیں گھڑ لیا؟ ایسی ناقص رائے انہیں کے دماغ کا شاخسانہ ہوسکتی ہے۔ خدا تعالیٰ پیغمبر پر پیغمبر بھیجتا رہا لیکن متکبر لوگ ایک کے بعد دوسرے فرستادہ کا انکار کرتے رہے۔ اس طرح وہ لوگ جس لعنت کے مورد ہوئے اس کی ذمہ داری نبوّت پر عائد نہیں کی جاسکتی بلکہ وہ لوگ خود ہی اس کے ذمہ دار تھے۔

اگر یہ دلیل ایک زمانہ کے لئے قبول کر لی جائے تو پھر اسے حضرت آدمؑ کے وقت سے لے کر ہر زمانہ کے لئے قبول کرنا پڑے گا۔ اس امر کا احتمال کہ آدمؑ کی قوم انبیاءؑ کو جھٹلا کر مغضوب ہو جائے گی کیا خدا تعالیٰ کے لئے کافی جواز تھا کہ وہ حضرت آدمؑ کو مبعوث ہی نہ فرماتا۔ اگر یہ خوف کہ لوگ امّتِ محمدیہ میں سے مبعوث کئے گئے نبی کا انکار کر دیں گے، نبوّت ہمیشہ کے لئے ختم کر دینے کا مناسب جواز ہے تو اس کو اور بھی زیادہ شدّت کے ساتھ خود اسلام کے مقدس بانی کی بعثت کی راہ میں روک بن جانا چاہئے تھا۔ کیا آپؐ سب نبیوں سے افضل نہیں؟ یقیناً ہیں۔ اور سارا عالم اسلام اس پر گواہ ہے، تو سب انبیاء سے افضل ہونے کے باعث آپ کا انکار خدا تعالیٰ کے سب سے زیادہ قہر کا موجب ہونا چاہئے۔ افسوس! مودودی صاحب نے اس بات کو یکسر نظرانداز کر دیا ہے کہ نہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں دنیا بھر کی بیشتر آبادی نے آپ کا انکار کر دیا تھا بلکہ آج بھی بنی نوع انسان کی تین چوتھائی آبادی آپ کی سچائی کی منکر ہے۔ زیادہ سے زیادہ انسانی آبادی کے ایک چوتھائی حصہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیرو کار کہا جاسکتا ہے لیکن کیا وہ بھی صحیح معنوں میں مسلمان کہلا سکتے ہیں؟ کیا ان کا آپؐ اپر ایسا سچا ایمان ہے کہ وہ حقیقی مومن شمار ہوں۔ مودودی صاحب کا خیال اس کے برعکس ہے۔ مسلمانوں کی ایک ارب کی آبادی میں سے 999 فی ہزار پر انہوں نے عملاً مسلمان نہ ہونے کا فتویٰ لگا رکھا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

’’یہ انبوہ عظیم جس کو مسلمان کہا جاتا ہے اس کا یہ حال ہے کہ اس کے 999 فی ہزار افراد نہ اسلام کا علم رکھتے ہیں نہ حق و باطل کی تمیز سے آشنا ہیں۔ نہ ان کا اخلاقی نقطہ نظر اور ذہنی رویّہ اسلام کے مطابق تبدیل ہوا ہے۔ باپ سے بیٹے اور بیٹے سے پوتے کو بس مسلمان کا نام ملتا چلا آرہا ہے اس لئے یہ مسلمان ہیں۔‘‘

(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش صفحہ 130 جلد 3 پہلا ایڈیشن ناشر مکتبہ جماعت اسلامی دارالاسلام پٹھانکوٹ)

مودودی صاحب کے اس فلسفہ کے مطابق تو بہتر تھا کہ خدا تعالیٰ نہ تو کوئی کتاب بھیجتا اور نہ کوئی پیغمبر تا کہ بیچاری مخلوق کو ہمیشہ لعنت سے چھٹکارا مل جاتا۔

بایں ہمہ مودودی صاحب حضرت آدمؑ سے لے کر خیر الانبیا تک خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے پیغمبروں کے سلسلہ کو جائز ٹھہراتے ہیں۔ اگر فرستادوں کی تکذیب کی وجہ سے منکرین پر خدا کی لعنت پڑتی ہے تو ایک اور نبی کے اضافہ سے کونسی قیامت ٹوٹ پڑے گی۔ مودودی صاحب کا تضاد اس وقت اور بھی کھل کے سامنے آجاتا ہے جب ان کے اس عقیدہ کا علم ہوتا ہے کہ وہ حضرت عیسیٰؑ کی بطور نبی اللہ آمد ثانی کے بھی قائل ہیں۔ اگر پہلے مسیح کی بجائے امتِ مسلمہ میں سے ہی ایک غیر تشریعی نبی مبعوث ہو تو اس کے آنے سے لعنت کے اس دائمی فلسفہ پر کیا فرق پڑے گا؟ صرف امتی نبی کے آنے پر اعتراض کیوں جبکہ بقول مودودی صاحب حضرت آدمؑ سے لے کر اب تک تمام انبیاءؑ دائمی لعنت کے اس قانون کے اطلاق کا باعث بنتے چلے آئے ہیں!

(الہام، عقل، علم اور سچائی صفحہ 589 تا 598 اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز مطبوعہ 2007ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی پیش کردہ اس ناقابل تردید اور اللہ تعالیٰ کی تقدیروں میں پیوستہ بحث سے یہ واضح ہے کہ آپؒ کی تحریر کی یہ بھی ایک نمایاں خوبی ہے کہ جہاں آپؒ کی دلیل اور منطق شستہ و ملائم ہے اور طبیعت پر نہایت گداز اثر چھوڑتی ہے، وہاں وہ مکذّب و مفتری کو بھگانے کے لئے شہاب ثاقب بھی ہے۔ آپؒ مدمقابل کی دلیل کی نہ صرف خاک اڑا دیتے ہیں بلکہ وہ خاک اس کے سر پر بھی ڈالتے چلے جاتے ہیں۔

چنانچہ یہ منظر بھی ملاحظہ فرمائیں کہ دیوبندی ٹولے کے ایک سرخیل مولوی محمد یوسف بنوری صاحب اصدق الصادقین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوّت کی علمبرداری کے پرلے درجہ کے جھوٹے دعویدار تھے۔ باوجود دینی مدرسوں سے تحصیل علوم کے، صفات بوجہلی کے اکمل و اتم شاہکار تھے۔ انہوں نے غالباً 1975ء میں کذب و افتراء سے لبریز ایک کتابچہ لکھا جس کا نام تھا ’’ربوہ سے تل ابیب تک‘‘۔ اس میں انہوں نے جس حد تک ممکن تھا یا جس انتہا تک ان کی پہنچ تھی، یہودیت اور احمدیت کی مماثلت ثابت کرنے کے لئے جھوٹ کے پُل پر پُل باندھ دیئے۔ وہ یہ چھل کتابچہ لکھ تو بیٹھے مگر حضرت صاحبزادہ صاحبؒ کے ہتھے چڑھ گئے۔ آپؒ نے کس طرح ان سے معاملہ کیا، اس کے ایک دو نمونے ملاحظہ ہوں مولوی بنوری صاحب نے لکھا تھا کہ:

’’اسرائیلی سٹیٹ یہود، برطانیہ اور امریکہ کی سازش سے قائم ہوئی اور ربوہ سٹیٹ انگریز گورنر کی سازش سے۔‘‘

اس کے جواب میں حضرت صاحبزادہ صاحب نے ’’ربوہ سے تل ابیب تک پر مختصر تبصرہ‘‘ کے نام سے چھوٹی سی کتاب مرتّب فرمائی۔ آپؒ کی تحریر ملاحظہ فرمائیں کہ آپؒ کس طرح عقلی دلیل دیتے ہوئے معترض کے گرد اگرد منطق منظر کشی کی ایسی باڑ باندھ دیتے ہیں کہ اس کے لئے کوئی جائے فرار نہیں چھوڑتے۔ آپؒ فرماتے ہیں:

’’افسوس کہ مولانا صاحب کو سٹیٹ یعنی ریاست اور ٹاؤن یعنی قصبہ کے درمیان بھی فرق معلوم نہیں۔ اسرائیل ایک باقاعدہ خود مختار ریاست اور حکومت ہے جسے سامراجی طاقتوں نے بزورِ شمشیر نہایت ظالمانہ اور غاصبانہ طور پر سرزمینِ فلسطین میں قائم کیا اور ربوہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا ایک چھوٹا سا قصبہ ہے جو شہر چنیوٹ سے چھ میل مغرب کی طرف دریائے چناب کے کنارے آباد ہے۔ اس کا کل رقبہ 1034/ایکڑ ہے۔ یہ رقبہ اتنا چھوٹا ہے کہ گزشتہ زرعی اصطلاحات سے قبل کثیر تعداد میں درمیانی درجہ کے زمینداروں کے پاس اس سے بڑھ کر رقبہ موجود تھا۔ یہ چھوٹا سا قصبہ سب تحصیل لالیاں، تحصیل چنیوٹ، ضلع جھنگ، صوبہ پنجاب میں حکومت پاکستان اور پنجاب کی عملداری میں اسی طرح شامل ہے جس طرح پاکستان کی ایک ایک انچ دوسری زمین۔ حکومت پاکستان کے کل پرزے یہاں اسی طرح کام کرتے ہیں جس طرح پاکستان کے دیگر دیہات قصبات اور شہروں میں۔ اس قصبہ کو ایک آزاد مملکت کا نام دے کر اسرائیل کی ریاست سے تشبیہ دینا سادگی یا مکاری کی انتہاء ہے۔ اگر ایک ہزار ایکڑ پر پھیلے ہوئے اس چھوٹے سے قصبے کو اسرائیل کی طرح آزاد ریاست کہنا جائز ہے تو لاہور شہر کو ریاست ہائے متحدہ امریکہ یا روس کی سوویٹ سوشلسٹ ریپبلک سے تشبیہ دینا کسی طرح مبالغہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ باقی رہا عظیم شہر کراچی تو وہ ایک عظیم آزاد براعظم سے کم نہیں۔ پس پاکستان میں اگر لاہور جیسی عظیم آزاد ریاست قائم ہوسکتی ہے جو دنیا کی سب سے بڑی استعماری طاقت کے مشابہ ہے اور کراچی جیسا عظیم تر براعظم سما سکتا ہے تو اسرائیل کے برابر چھوٹی سی ریاست ربوہ پر کیا اعتراض ہے؟ واقعہ یہ ہے کہ پاکستان میں ربوہ سے بہت بڑی اور طاقتور اتنی عظیم مملکتیں موجود ہیں کہ اگر دنیا میں ان کی نظیر ڈھونڈی جائے تو سب دنیا ختم ہو جائے گی لیکن پاکستان کی آزاد ریاستیں باقی رہیں گی۔ ربوہ کے مغرب میں ایک عظیم ریاست لالیاں ہے۔ مشرق میں کئی گنا بڑی مملکت چنیوٹ ہے۔ 28 میل مغرب میں ریاست ہائے متحدہ سرگودہا واقع ہے اور 28 میل مشرق میں ریاست ہائے متحدہ لائلپور (فیصل آباد) رونق افروز ہے۔ معلوم نہیں کیوں مولانا کو ربوہ کا تنکا تو نظر آگیا۔ یہ بڑے بڑے شہتیر نظر نہیں آئے۔ جناب مولانا صاحب شاید یہ پڑھ کر ہم پر الزام لگائیں کہ تم اس بات کو مذاق میں ٹال گئے ہو۔ ہمارا جواب یہ ہے کہ اگر یہ مذاق ہے تو اس مذاق کی ابتداء آپ نے فرمائی ہے اور آپ ہی اس کے ذمہ دار ہیں۔ اگر آپ ربوہ کو ’’اسٹیٹ‘‘ قرار دینے میں سنجیدہ تھے تو پھر سمجھ لیجئے کہ ہم بھی سنجیدہ ہیں۔ اب یہ ذمہ داری آپ کی ہے کہ ثابت فرمائیے کہ حکومتِ پاکستان کو لالیاں، چنیوٹ، سرگودہا، لائلپور، لاہور اور کراچی وغیرہ پر کونسی ایسی سیاسی طاقت حاصل ہے جو ربوہ پر نہیں؟ کیوں ربوہ پاکستان کا حصہ نہیں؟ پاکستان کے وہ کونسے قوانین ہیں جو اس ہزار ایکڑ رقبہ پر اطلاق نہیں پاتے؟ دنیا میں کون کون سے ممالک ہیں جو ’’ربوہ سٹیٹ‘‘ کو ایک خود مختار ریاست کے طور پر تسلیم کر چکے ہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔ یہ اور اس قسم کے بیسیوں سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ آپ اگر ان کا تسلی بخش جواب دے دیں تو پھر پاکستان کے ہر شہری کا حق ہے کہ حکومت پاکستان سے پوچھے کہ ’’ریاست ربوہ‘‘ کو کیوں حکومت پاکستان نے تسلیم کر رکھا ہے اور قومی اسمبلی کے کس فیصلہ کے مطابق پاکستان کا یہ ٹکڑا پاکستان کی عملداری سے نکال

کرخود مختار ’’ریاستِ ربوہ‘‘ کے نام منتقل کیا گیا تھا؟…

(’’ربوہ سے تل ابیب تک‘‘ پر مختصر تبصرہ۔صفحہ 47 تا49۔شائع کردہ مکتبہ الفرقان ربوہ جون 1976ء)

یہ انداز تحریر بتاتا ہے کہ آپؒ جھوٹے کی دلیل کو شمشیر منطق سے ایسی ملائمت سے کاٹ دیتے ہیں کہ چند ثانیوں میں ہی وہ روئے خجلت آلودہ ہوکر بے وقعت ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد بنوری صاحب کی بیان کردہ ’’دسویں حیرت انگیز مماثلت‘‘ کے عنوان کو لے کر حضرت صاحبزادہ صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں:

’’معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ بالا الزام عائد کرنے کے معاًبعد جناب مولاناصاحب کو خود ہی یہ خیال آیا کہ انگریز گورنر نے سازش کر کے ربوہ سٹیٹ تو قائم کر دی لیکن بعد کے مسلمان گورنروں نے اسے آج تک قائم کیوں رہنے دیا؟ اور کیوں بعد میں قائم ہونے والی مختلف مرکزی حکومتوں نے اس بستی سے ایک خود مختار آزاد ریاست کے اختیارات چھین نہیں لئے؟ قسمت کی یاوری دیکھئے کہ اس پیچیدہ سوال کا حل تلاش کرتے ہوئے ’’مولانا‘‘ صاحب کو نہ صرف جواب مل گیا بلکہ ایک بے نظیر دسویں مماثلت بھی ہاتھ آئی۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے مولانا صاحب فرماتے ہیں:

’’یہودی سٹیٹ عالم اسلام کے عین قلب میں امریکی امداد کے سہارے زندہ ہے اور اگر اس کا یہ سہارا ختم ہو جائے تو وہ ایک دن بھی باقی نہیں رہ سکتی۔ اسی طرح قادیانی سٹیٹ بھی اپنے مغربی آقاؤں کے بل بوتے پر عالم اسلام کے مایہ ناز ملک پاکستان کے عین قلب میں باقی ہے۔ اگر اس کا یہ سہارا ختم ہو جائے تو وہ ایک دن بھی باقی نہیں رہ سکتی۔‘‘

دیکھئے! مماثلتوں کی دنیا میں کیا بات پیدا فرمائی ہے مولانا صاحب نے! بھلا ہے کوئی اس کی مثال؟

یہودی سٹیٹ نے اردگرد کے مسلمان ممالک پر خطرناک حملے کئے یا ایسے حالات پیدا کئے کہ وہ خود ہتھیار اٹھانے پر مجبور ہو گئے مگر تین نہایت ہولناک اور تباہ کن جنگوں کے باوجود استعماری طاقتوں کی فوجی امداد کی وجہ سے اسرائیل کو فیصلہ کن شکست نہ دی جا سکی۔ بلکہ ہر جنگ کے اختتام پر پہلے سے زیادہ مسلمان علاقوں کو اس نے غصب کرلیا۔ یہ ہے چند لفظوں میں اسرائیل کے باقی رہنے کی داستان۔

یہ داستان کہ بالکل اسی طرح ربوہ سٹیٹ نے کتنی بار پاکستان، ایران اور افغانستان کی مسلمان ریاستوں پر حملے کئے یا ایسے حالات پیدا کئے جن سے یہ عظیم مسلمان ریاستیں خود ربوہ سٹیٹ کے خلاف ہتھیار اٹھانے پر مجبور ہوگئیں۔ جناب مولانا صاحب ہی سنائیں کیونکہ کوئی دوسرا پاکستانی شہری خواہ احمدی ہو یا غیر احمدی، اس سنسنی خیز تاریخ کے حالات سے واقف نہیں۔

مولانا! مماثلت کو مکمل کرتے ہوئے از راہ شفقت اعداد و شمار سے پردہ اٹھاتے ہوئے کیا یہ بھی بتائیں گے کہ ان جنگوں کے دوران ربوہ سٹیٹ کو کتنے ہوائی جہاز، کتنی دور مار توپیں، کتنے ٹینک اور کتنی میزائلیں اپنے ’’مغربی آقاؤں‘‘ سے ملیں اور ان جنگوں کے دوران برسرپیکار ریاستوں کا کیا جانی و مالی نقصان ہوا۔ نیز ان جنگوں کے اختتام پر کتنے ایکڑ اور کتنی کنال مزید اراضی ربوہ سٹیٹ نے ان مسلمانوں سے چھین لی؟ مولانا کی یہ رپورٹ جب شائع ہو گی اس زمانے کا سب سے زیادہ حیرت انگیز انکشاف ہو گا۔ کیونکہ یہ تاریخ کے عہدِ حاضر کا ایک ایسا باب ہے جس سے روئے زمین پر تمام بنی نوع انسان میں سے مولانا کے سوا کوئی واقف نہیں۔ یہ تو تھا اس مماثلت کا حال۔ اب رہا یہ سوال کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ حکومتِ پاکستان جب بھی ربوہ سٹیٹ پر فوج کشی کا ارادہ کرتی تھی، مغربی طاقتیں مثلاً انگریز وغیرہ حکومت پاکستان کو اسی قسم کی دھمکیاں دے کر اپنے ارادہ سے باز رکھتی رہیں کہ اگر تم نے ربوہ سٹیٹ پر فوج کشی کی تو ہم تم پر فوج کشی کریں گے۔

یہ معاملہ چونکہ یا تو صرف مولانا کو معلوم ہے یا پھر پاکستان کی گزشتہ اور موجودہ حکومت کے اربابِ حلّ وعقد کو معلوم ہو سکتا ہے۔ اس لئے جب تک اس منظر سے وہ پردہ نہ اٹھائیں ہم کیا عرض کر سکتے ہیں۔ مولانا ایک دینی رہنما ہیں۔ عام اخلاقی اصولوں کے مطابق پاکستان کے ہر شہری کو ان سے یہ توقع رکھنی چاہئے کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں پوری ذمہ داری سے کہتے ہیں۔ ہم پاکستان کے شہریوں سے اپیل کرتے ہیں کہ اگر مولانا ہماری درخواست کو درخور اعتنا نہ سمجھیں تو پاکستان کے دوسرے شہری ان کو اس بات پر آمادہ کریں کہ تاریخ کے مذکورہ بالا دونوں ابواب سے پردہ اٹھائیں۔ ہاں ایک شرط ہے کہ اپنے بیان میں اعداد و شمار ضرور دیں اور ان دستاویزات کی تصویریں بھی شائع فرمائیں جن کی بناء پر مولانا یہ سنسنی خیز انکشافات فرمائیں گے۔‘‘

(’’ربوہ سے تل ابیب تک‘‘ پر مختصر تبصرہ۔صفحہ 53 تا55۔شائع کردہ مکتبہ الفرقان ربوہ جون 1976ء)

ان تحریروں کے شیشے میں ذرا مولوی بنوری صاحب کو اتار کر تو دیکھیں! انہوں نے کذب و افتراء کے اوٹنگے کو اپنی مہا مکاری کے ازار سے باندھنے کی کوشش تو کی مگر اس کی گرہ نہ باندھ سکے۔ لہٰذا چوراہے میں عریاں ہو گئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی تحریروں میں ادب کی ایک گوناں لذّت ہے۔ چنانچہ آخر میں اس ذکر سے نکلتے ہوئے چند ادب پاروں کا مزہ لیتے چلتے ہیں۔ آپؒ صبح و مسا اور شب و روز کی گھنی مصروفیات کی تھکن کو بھی محسوس فرماتے ہیں اور اسے اللہ تعالیٰ کا ایک خاص فضل قرار دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

’’ذمہ داریوں کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ماضی کی آزاد فضا کی یاد کے جھونکے یوں لگتے ہیں جیسے پسِ زنداں کسی قیدی کو روزن زنداں سے نسیم سحر کا جھونکا پہنچ جائے۔ کبھی میں سوچتا ہوں کہ اَلدُّنْیَا سِجْنٌ لِّلْمُؤْمِنِ کی حدیث کتنی گہری اور وسیع ہے۔ ایک غیر مرئی قید خانے میں زندگی بسر کرنا جس سے باہر کی دنیا صاف دکھائی دیتی ہو اور کوئی ٹھوس دیوار راہ میں حائل نہ ہو، مومن کی ایک ایسی تعریف ہے جو خدا تعالیٰ کے خاص فضل اور احسان کے سوا کسی پر صادق نہیں آ سکتی۔‘‘

ایک مرتبہ ائیر پورٹ پر جہاز کی پرواز سے قبل اور پھر اس کی تاخیر میں انتظار کی کوفت سے بچنے کے لئے ان الفاظ کا سہارا لیتے ہوئے لکھا:

’’وقت بھی عجیب الٹی کھوپڑی کی چیز ہے۔ دل چاہے کہ ٹھہر جائے تو ایسا بگٹٹ دوڑنے لگتا ہے کہ قابو کا نہیں رہتا۔ جتنا روکو اتنا تیز، یہاں تک کہ آناً فاناً سارے کا سارا ہاتھ سے نکل یہ جا وہ جا، ماضی میں ڈوب جاتا ہے۔ جیسے کسی شاعر کی آس کا پنچھی افق میں ڈوبنے کا مصمم ارادہ کئے سینہ پھاڑ کر نکل بھاگا ہو۔

جب دل چاہے کہ وقت ذرا ہلے جلے، کچھ دو چار قدم چلے، کچھ ٹانگیں سیدھی کرے، کوئی گز بھر فاصلہ طے کرے تو کم بخت ایسا اٹکتا ہے جیسے خچر اڑ جاتا ہے۔ آگے کو دھکیلو تو پیچھے کو چلنے لگتا ہے۔ ایسا دھرنا مار کر بیٹھ جاتا ہے جیسے زندگی بھر وہیں بیٹھا رہے گا، وہیں مرے گا وہیں گاڑا جائے گا۔ ہاتھ پاؤں تو الگ رہے انگلی تک ہلائی نہیں جاتی۔ جیسے گنٹھیا کا پرانا مریض ہو۔ ایسے میں انسان کی کچھ پیش نہیں جاتی، وقت کا لاشہ گھسیٹ گھسیٹ کر تھوڑا سا دم لے کر پھر کچھ زور آزمائی کر کے ہانپتا کانپتا انسان بالآخر اس دلدل سے باہر آ ہی جاتا ہے۔

چار و ناچار میں بھی اس دلدل سے باہر آ ہی گیا۔ لیکن آگے دیکھا تو جہاز میاں لیٹ ہوئے ہوئے تھے۔ وقت کی دلدل کے کنارے بیٹھ گیا تو وقت نے میرا وہ منہ چڑایا کہ کیا بتاؤں، ہنستا تھا اور کہتا تھا اور گھسیٹو مجھے، اب کرلو صبر۔ ہوائی جہاز پر اچھا ساتھ مل گیا تو وقت بھی ہوا کے دوش پر سوار اڑنے لگا۔‘‘

استاذی المکرم محترم سیّد میر محمود احمد صاحب 1982ء اور اس کے چند سال بعد تک سپین میں مبلغ انچارج کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ آپؒ نے انہیں احمدیت اسلام کی آغوش میں آنے والی روحوں کی حفاظت اور نگہداشت کے بارے میں تحریر فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ آپ کو بکثرت مسلمان بنانے کی توفیق بخشے۔ میری تاکیدی نصیحت یہ ہے کہ نومسلموں کو کبھی سپرداری کے بغیر نہ چھوڑیں ورنہ وہ ضائع ہو جاتے ہیں۔ خصوصاً سپین میں تبلیغ اسلام کی گزشتہ تیس چالیس سالہ جدو جہد سے ہمیں یہی سبق ملتا ہے۔ کیسا دردناک منظر ہے کہ اندر آنے اور باہر جانے کے دونوں راستے یکساں گزرگاہ بنے ہوئے ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے کوئی شکاری خوفناک درندوں سے بھرے ہوئے جنگل میں ہرنوں اور بھیڑیوں کو زیر دام لا لا کر درختوں سے باندھتا ہوا گزرتا چلا جائے اس امید پر کہ بعد فرصت کسی دن ان کے ریوڑ بناؤں گا۔ کیا ایسے شکاری کا ماحصل حسرت کے سوا کچھ ہوسکتا ہے؟

پس اسلام میں آنے والی کسی معصوم روح کو سپرداری کے بغیر مادہ پرستی کے ہولناک جنگل میں تنہا نہ چھوڑیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے بہتر اور کس کی سپرداری ہوسکتی ہے۔ اس وقت تک اُن کی تربیت کرتے رہیں، اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرنے والے روح پرور واقعات انہیں سناتے رہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کی سیرت کا سب سے نمایاں پہلو یعنی اپنے ربّ کی محبت اُن کے سامنے بار بار پیش کریں۔ خود اُن سے دعائیں کروائیں اور ساتھ ہی اُن کے لئے دعاؤں میں لگ جائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں قبولیت دعا کا چسکا ڈال دے۔ وہ اللہ سے محبت اور پیار کی باتیں کئے بغیر رہ نہ سکیں۔ دعا اُن کا اوڑھنا، بچھونا، ان کی روح کی غذا، اُن کا مشرب بن جائے۔ تب آپ سمجھیں کہ سپرداری کا حق ادا ہوا۔‘‘

زبان کی فصاحت و بلاغت اور تحریر و تقریر کی تاثیر کے اصل راز سے پردہ اٹھاتے ہوئے لکھا:

’’بارہا میں نے سوچا کہ فصاحت و بلاغت کس کو کہتے ہیں اور ہر بار اس کے سوا کوئی جواب نہ پایا کہ ’’سچائی‘‘ کو۔ سچی عبارت سے بڑھ کر فصیح و بلیغ عبارت اور کوئی نہیں ہوتی۔ جو دل سے اٹھتی ہے اور سیدھا دل میں اتر جاتی ہے اور پھر بسا اوقات دعا کے بخارات بن کر اٹھتی اور آنکھوں سے برستی ہے۔‘‘

قارئین کرام! یہ مضمون اس حقیقت کی شہادت ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ایک ایسے آفاقی عالم، متکلّم اور ادیب تھے جن کا ایک ایک حرف، لفظ، فقرہ، تحریر اور کلام سچّائی پر اور اللہ تعالیٰ کی خاص عطا پر استوار تھا۔ ایسا لگتا ہے کہ جیسے:

ایک ایک لفظ آپؒ کا اترا ہو عرش سے

مولانا سید شمشاد احمد ناصر۔ امریکہ

تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جاسکتا ہے

ذاتی تجربات کی روشنی میں

قسط 82

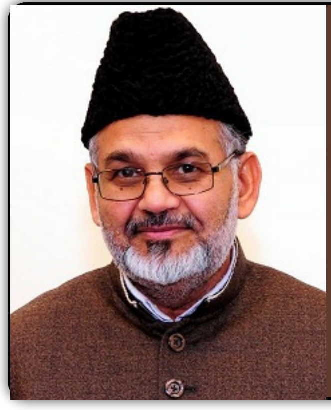

الانتشار العربی نے اپنے انگریزی سیکشن میں 9/ فروری 2012ء میں صفحہ 20 پر ہمارے جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر 3 تصاویر کے ساتھ شائع کی۔خبر کی تفصیل قدرے وہی ہے جو اوپر گذر چکی ہے۔ تین تصاویر کی تفصیل یہ ہے۔ ایک تصویر میں خاکسار (سید شمشاد ناصر مربی سلسلہ) تقریر کر رہا ہے۔ دوسری تصویر میں خاکسار سینیٹر کو اسلامی کتب کا تحفہ پیش کر رہا ہے۔ تیسری تصویر شاملین جلسہ کی ہے۔

اس خبر میں زائد بات یہ ہے کہ سیرالیون کے نمائندہ پاٹمبو نے بھی اس موقعہ پر تقریر کی۔ انہوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صرف مسلمانوں کے لئے نبی بن کر نہ آئے تھے بلکہ آپ تمام جہانوں کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ اس کا ایک مطلب انہوں نے یہ بتایا کہ مسلمان جو آپ کو مانتے ہیں انہیں بھی ساری انسانیت کے ساتھ یکساں اور مساویانہ سلوک کرنا چاہیئے۔ نہ یہ کہ وہ صرف مسلمانوں کے ساتھ ہی اچھا سلوک کریں۔ اور باقی دنیا کے لئے اچھا سلوک نہ کریں۔ یہ غلط ہوگا۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ بھی دوسروں کی عزت و احترام کریں۔ ان کے ساتھ مہربانی اور احسان کا سلوک کریں انہیں چاہیئے کہ وہ اپنے نبی کے کردار کو اپنائیں اور نبی کریمؐ کے اسوہ کو اس طرح اپنائیں کہ اس طریق سے وہ دنیا کے لوگوں کے دل جیت لیں۔ اور یہ صرف اسی وقت ایسا ہوسکتا ہے جب وہ اپنے نبی رحمت کے طریق پر چلیں گے۔

اس کے بعد سٹیٹ کے نمائندہ مِس گلوریا نے منتظمین کا شکریہ ادا کیا۔ اور انہیں اس جلسہ میں دعوت دینے کا شکریہ کہا۔

امام شمشاد ناصر آف مسجد بیت الحمید نے اس موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اٹھائے جانے والے اعتراضات کا جواب دیا۔ امام نے مزید کہا کہ دنیا کے سارے مذاہب دفاع کی اجازت دیتے ہیں۔یعنی جب دشمن ان پر حملہ کرے تو وہ اپنا دفاع کر سکتے ہیں۔ لیکن جب یہ بات اسلام کے بارے میں آتی ہے تو اسے غلط رنگ دے کر پیش کرتے ہیں۔ امام شمشاد نے کہا کہ ہمیں چاہیئے کہ اسلام کی صحیح تصویر اور اسلام کی صحیح تاریخ کا مطالعہ کریں۔ اور تعصب سے پاک ہو کر مطالعہ کریں۔

پاکستان ایکسپریس نے اپنی اشاعت 10/ فروری 2012ء میں صفحہ 13 پر خاکسار کا ایک مضمون بعنوان ’’محمد ہی نام اور محمد ہی کام علیک الصلوٰۃ علیک السلام‘‘ خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا۔ اس مضمون میں خاکسار نے ربیع الاول کے حوالہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ السلام کی پیدائش پر جلسہ سیرت النبیؐ منعقد کرنے کے حوالہ سے باتیں لکھی ہیں۔ اس ضمن ہی خاکسار نے چند مثالیں بیان کیں۔

(1) ایک مسلمان ایک یہودی کو تبلیغ کرتا تھا۔ لیکن اس کا اپنا عمل نیک نہ تھا۔ ایک دن اس یہودی نے مسلمان کو کہہ دیا کہ تم مجھے کیا تبلیغ کرتے ہو تمہارا اپنا نمونہ ہی ٹھیک نہیں ہے۔یعنی جب اسلام نے تم پر اثر نہیں کیا تو تم مجھے کیا تبلیغ کرتے ہو؟ صرف نام کے مسلمان ہونے سے کچھ فائدہ نہیں ہے۔ اور ساتھ ہی بتایا کہ میرے بیٹے کا نام خالد تھا۔ وہ چند دن زندہ رہ کر فوت ہوگیا۔ تو اس کے نام نے اسے کچھ فائدہ نہ دیا۔ اسی طرح تم مسلمان کہلاتے ہو صرف مسلمان کہلانے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا جب تک تمہارے اعمال اس کے مطابق نہ ہوں۔

ربیع الاول کے بابرکت مہینہ کی مناسبت سے خاکسار نے حضرت سیدنا ومولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے چند واقعات لکھے۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اوقات کے تین حصے مقرر کئے ہوئے تھے۔ اول عبادت الٰہی، یاد الٰہی اور ذکر الٰہی۔ دوم عام خلق اللہ کی بھلائی، بہتری اور تعلیم وتربیت و تبلیغ۔سوم اپنی ذات، بیوی بچے، رشتہ دار وغیرہ۔

عبادت الٰہی۔ ہمیشہ آپؐ نماز باجماعت کو ترجیح دیتے۔ اور اس کی ہی تلقین فرماتے۔ اس کا 27 گنا زیادہ ثواب ملتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت آخری جمعہ یا آخری وصیت میں بھی یہی فرمایا اور تاکید فرمائی کہ نماز اور اپنے ماتحتوں سے حسن سلوک کے بارے میں میری تعلیم نہ بھولنا۔

پھر ذکر الٰہی کی طرف بھی بار بار آپ نے توجہ دلائی۔ نماز بھی ذکر الٰہی ہی ہے۔قرآن مجید کی تلاوت بھی ذکر الٰہی ہے۔ اور کم از کم ذکر الٰہی ہر نماز کے بعد 33 مرتبہ سبحان اللہ۔ 33 مرتبہ الحمد للہ اور 34 مرتبہ اللہ اکبر۔ پھر ہر موقع کی دعا بھی سکھائی۔ کھانے کی، کھانے سے فراغت کی، سونے کی، جاگنے کی۔ ہر موقعہ کی دعا بھی ذکر الٰہی ہی ہے۔

پھر آپؐ کی وصیت ماتحتوں سے حسن سلوک کی تھی اسمیں سب سے اہم بات آپ نے اپنے غلاموں سے حسن سلوک کی تعلیم دی ہے۔ جو خود کھاؤ انہیں کھلاؤ۔ جو خود پہنو انہیں بھی پہناؤ۔ یہ بھی فرمایا کہ قیامت کے دن مجھے کمزوروں میں تلاش کرنا۔

خاکسار نے بہت سی مزید حدیثیں لکھ کر توجہ دلائی کہ اپنے معاشرہ میں ان باتوں کو رواج دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ اس شخص کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں جو چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور بڑوں کا ادب نہیں کرتا۔ آخر میں خاکسار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے 6 احادیث بھی بیان کی ہیں۔

بیاں کر دیئے سب حلال و حرام
علیک الصلوٰۃ علیک السلام

انڈیا ویسٹ نے اپنی اشاعت 17/ فروری 2012ء میں صفحہ 25B پر ہماری ایک خبر تصویر کے ساتھ شائع کی ہے۔خبر کا عنوان ہے کہ ’’سیرت النبی کا جلسہ مسجد احمدیہ میں‘‘۔تصویر میں خاکسار سٹیٹ سینیٹر کو اسلامی لٹریچر پیش کر رہا ہے۔خبر کا متن قریباً وہی ہے جو اس سے پہلے چینو چیمپئن اور دیگر اخبارات کے حوالہ سے پہلے گزر چکا ہے۔

نیویارک عوام نے اپنی اشاعت 10 تا 16/ فروری 2012ء میں صفحہ 12 پر خاکسار کا ایک مضمون بعنوان ’’محمد ہی نام اور محمد ہی کام۔ علیک الصلوٰۃ علیک السلام‘‘ خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا ہے۔ یہ مضمون سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے پہلے گزر چکا ہے۔مضمون کے آخر میں جو چند احادیث ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات ہیں وہ درج کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

1. ’’بہترین زاد راہ تقویٰ ہے‘‘۔ آجکل تو تقویٰ اور خوف خدا کی بہت کمی ہے۔ اگر تقویٰ پیدا ہوجائے تو سارے مسائل حل ہوجائیں۔ سارے مسائل کا حل خدا خوفی اور تقویٰ ہی ہے۔
2. ’’جو ہمیں دھوکا دے اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں‘‘۔ دھوکہ دہی بھی معاشرہ کا حصہ بن چکی ہے۔ اور بہت عام ہوگئی ہے۔ ہر ایک دوسرے کو دھوکہ دینے کی کوشش میں ہے۔
3. ’’سچ نجات دیتا ہے اور جھوٹ ہلاک کرتا ہے‘‘ ذرا دیکھیں معاشرہ میں کتنے لوگ سچ بولتے ہیں اور کتنے جھوٹ؟ خود اندازہ لگائیں۔
4. ’’اپنی اولاد کی عزت کرو اور انہیں ادب و اخلاق سکھاؤ‘‘۔ اس سے کون انکار کرسکتا ہے۔
5. ’’غیبت قتل سے زیادہ بُری ہے‘‘۔ معاشرہ کس قدر اس بُرائی میں پھنسا ہوا ہے؟
6. ’’راستہ سے کانٹا ہٹا دینا بھی نیکی ہے‘‘ گویا چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو بھی تم حقیر نہ سمجھو۔

ہفت روزہ نیویارک نے اپنی اشاعت 17 تا 23/ فروری 2012ء میں صفحہ 12 پر خاکسار کا مضمون بعنوان ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اہم وصیت اور نصیحت‘‘ خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا۔

خاکسار نے اس مضمون میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک لمبی حدیث نقل کی ہے۔ اور مضمون سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن حضرت معاذؓ سے فرمایا۔

’’اے معاذ! میں تجھے ایک بات بتاتا ہوں اگر تو نے اسے یاد رکھا تو یہ تمہیں نفع پہنچائے گی اور اگر بھول گئے تو تم اللہ تعالیٰ کا فضل حاصل نہ کرسکو گے......اے معاذ! اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے سے پہلے سات دربان فرشتوں کو پیدا کیا اور ان میں سے ہر ایک فرشتہ کو ہر آسمان پر بطور دربان مقرر کر دیا۔جن کی ڈیوٹی یہ تھی کہ یہاں سے صرف ان لوگوں کے اعمال گذرنے دو جن کی اجازت ہم دیں (یعنی اللہ تعالیٰ) چنانچہ وہ فرشتے جو انسان کے اعمال نامہ لکھتے ہیں وہ خدا کے ایک بندے کے اعمال لے کر جو اس نے صبح سے شام تک کئے تھے آسمان کی طرف بلند ہوئے۔ وہ جب اس کے اعمال لے کر پہلے آسمان پر پہنچے تو فرشتہ جو وہاں مقرر تھا اس نے کہا ٹھہر جاؤ۔ تمہیں آگے جانے کی اجازت نہیں تم واپس لوٹو اور جس شخص کے یہ اعمال ہیں۔ انہیں اس کے منہ پر دے مارو۔ خدا تعالیٰ نے مجھے ہدایت فرمائی ہے کہ میں غیبت کرنے والے بندہ کے اعمال یہاں اس دروازہ سے نہ گذرنے دوں۔ یہ شخص تو ہر وقت غیبت کرتا رہتا تھا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ اور فرشتے ایک اور بندہ کے اعمال لے کر آسمان کی طرف چڑھے۔ وہ فرشتے آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ یہ اعمال اچھے ہیں اور پاکیزہ ہیں۔ ان میں غیبت کا کوئی شائبہ نہ تھا۔ اس لئے پہلے فرشتہ نے انہیں گزرنے دیا۔ جب دوسرے آسمان پر پہنچے تو دربان فرشتے نے پکارا ٹھہر جاؤ اور واپس لوٹو ان اعمال کو بجا لانے والے کے منہ پر دے مارو۔ میں فخر و مباہات کا فرشتہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہاں اس لئے مقرر کیا ہے کہ میں کسی ایسے شخص کے اعمال یہاں سے نہ گزرنے دوں جس میں فخر و مباہات ہو جو اپنی مجلس میں بیٹھ کر فخر سے اپنی نیکیاں پیش کرتا ہو۔ چونکہ یہ شخص ایسا ہی تھا مجلس میں اپنی نیکیوں کا ذکر تا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتوں کا ایک اور گروہ ایک اور بندے کے اعمال لے کر آسمان کی طرف بلند ہوا۔فرشتوں کی نگاہ میں

وہ بہت اچھے اعمال تھے۔ اس کے اعمال میں صدقہ وخیرات تھا روزے اور نمازیں بھی تھیں۔ فرشتے بھی تعجب کرتے تھے کس طرح یہ شخص خدا کی عبادت میں محنت کرتا ہے اس کے اعمال میں نہ غیبت تھی نہ فخر ومباہات تو پہلے دونوں دروازوں سے وہ گذر گیا۔ لیکن تیسرے نے کہا کہ میں تکبر کا فرشتہ ہوں، اس شخص کے اعمال اس کے منہ پر دے مارو کیونکہ اس میں تکبر بہت زیادہ تھا۔ وہ دوسروں کو حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا اپنی مجلس میں اونچی گردن کر کے بیٹھنے والا تھا اس لئے خدا کی نظر میں یہ مقبول نہیں۔

فرشتوں کا ایک چوتھا گروپ ایک اور بندے کے اعمال لے کر آسمان پر گیا۔ اس کے اعمال لے جانے والے فرشتوں کو وہ چمکتے ہوئے ستاروں کی طرح نظر آرہے تھے۔ اتنے اچھے اعمال تھے جب وہ فرشتے چوتھے آسمان پر پہنچے تو اس نے کہا لے جاؤ یہ اعمال اور اس کے بجالانے والے کے منہ پر دے مارو۔ میں خود پسندی کا فرشتہ ہوں۔ اور خدا تعالیٰ نے مجھے اس حکم کے ساتھ یہاں کھڑا کیا ہے کہ جس شخص کے اعمال میں خود پسندی ہو اس کے اعمال یہاں سے نہ گزرنے دوں۔

فرشتوں کا پانچواں گروہ ایک اور بندے کے اعمال لے کر روانہ ہوا۔ فرشتے اس کے اعمال کو دیکھ کر کہہ رہے تھے یہ اعمال تو سجی ہوئی دلہن کی طرح ہیں۔ چنانچہ وہ چاروں آسمانوں سے گزر گئے مگر پانچویں آسمان کے فرشتہ دربان نے روک لیا کہ اس کے اعمال لے جاؤ اور اس شخص کے منہ پر دے مارو۔ کیونکہ یہ شخص دوسروں سے بہت زیادہ حسد کرتا تھا۔ مجھے حکم ہے کہ حسد کرنے والے کے اعمال میں یہاں سے نہ گزرنے دوں۔

پھر فرشتوں کا ایک چھٹا گروہ ایک بندہ کے اعمال لے کر روانہ ہوا۔ پہلے پانچ دروازوں سے وہ بخیریت گزر گیا اس کے اعمال میں تو ہر قسم کی نیکی پائی جاتی تھی۔ مگر چھٹے دربان فرشتے نے کہا اس کے اعمال واپس لے جاؤ۔ یہ ایسا شخص ہے کہ جو انسانوں پر رحم نہ کرتا تھا۔ چنانچہ یہ لے جاؤ اور اس شخص کے منہ پر دے مارو کہ تم خدا تعالیٰ کے بندوں پر رحم کی بجائے ظلم کرتے تھے۔ پس اب خدا تعالیٰ تم پر کیسے رحم کرے۔

(الفضل مؤرخہ 9/ فروری 1966ء۔ خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ)

ایشیاء ٹوڈے نے اپنی اشاعت جون 2012ء میں صفحہ 13 پر خاکسار کا ایک مضمون بعنوان ”Make Life a Journey of Good“۔ ”اپنے زندگی کے سفر کو اچھا بنائیں“ خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا۔ خاکسار نے مضمون کی ابتداء Mr.J.A.Carney جو ایک ادیب اور شاعر تھا، اس نے 1845ء میں ایک بڑا مشہور جملہ کہا تھا کہ ”چھوٹی چھوٹی کنکریاں اور چھوٹے چھوٹے پانی کے قطرات مل کر سمندر اور پہاڑ بن سکتے ہیں“ سے کیا۔

قرآن کریم نے اس حقیقت کی طرف ان آیات 16:129 میں یوں توجہ دلائی ہے کہ خدا تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جو متقی ہوں اور جو لوگوں کے ساتھ احسان، نیکی کا سلوک کرتے ہوں۔ اور اس آیت کریمہ میں 2:195 کہ اللہ یقیناً ان کو پسند کرتا ہے جو اچھے کام کرتے ہوں۔ گویا اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے محبت کرتا ہے جو نیکی کے کام بجالائیں اور دوسروں سے بھی حسن سلوک، نیکی اور احسان کا سلوک کرنے والے ہوں۔ انسان کو اپنی زندگی کا اہم مقصد یہی بنانا چاہیے جو دو باتیں ان آیات میں بیان کی گئی ہیں۔

مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو اپنی زندگیوں میں اختیار کرتے ہیں جن کا مقصد بھی یہی دو باتیں تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو خاص طور پر ہر معاشرہ میں غریب، بے کس، یتامیٰ، مساکین، نادار، بیوگان کا خیال رکھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سلسلہ میں احادیث میں بہت سی تعلیمات اور اسوہ حسنہ بیان ہوا ہے۔ آپ نے مذکورہ بالا لوگوں کے علاوہ ہمسایوں کے ساتھ بھی نیک سلوک کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔

اس معاشرہ میں لوگ ایک دوسرے کے ہمسایہ میں سالہا سال رہتے ہیں لیکن ایک دوسرے کو جانتے بھی نہیں۔ یہ درست بات نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں ہزاروں ایسے واقعات بیان ہوئے ہیں کہ معمولی سی نیکی سے خدا تعالیٰ نے بہت بڑا اجر دیا۔ اور ان کے گناہ بخشے گئے۔ اس مضمون میں خاکسار نے یہ واقعہ لکھا ہے کہ ایک شخص پیاسا تھا۔ وہ ایک کنویں میں گیا اور پانی پی کر باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک کتا بھی پیاس کی وجہ سے گیلی زمین چاٹ رہا ہے۔ اس نے دل میں خیال کیا کہ جس طرح مجھے پیاس لگی تھی۔ اسی طرح اس کتے کو بھی پیاس لگی ہوگی۔ وہ دوبارہ کنویں میں گیا اور اپنے جوتے میں پانی بھر کر لایا اور کتے کو دیا۔ اس نیکی سے خدا نے اس کے سارے گناہ بخش دیئے۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ وہ ایک بدکار عورت تھی۔ خدا نے اس فعل کی وجہ سے اسے بخش دیا۔

پھر خاکسار نے لکھا کہ اسلام امن پسند مذہب ہے۔ اسلام پسند نہیں کرتا کہ کوئی شخص اپنی روزمرہ کی زندگی میں یا لین دین میں جھوٹ بولے، خیانت کرے، دھوکہ بازی کرے۔ اسی طرح غیبت اور چغلخوری سے منع کیا ہے۔ یہ ساری باتیں بڑے گناہ بن جاتے ہیں اور انسان کو خدا کی رحمت سے دور کر دیتے ہیں۔ اسلام یہ کہتا ہے کہ ہمیں بنی نوع انسان کے ساتھ اچھے تعلقات رکھنے چاہئیں۔ ان کی خدمت اور ان کی ضروریات کا خیال رکھنا چاہیے۔

ہمیں اپنے خیالات اور اعمال میں ایسی یکسانیت پیدا کرنی چاہیے جس میں دوسروں کے لئے بہتری ہو، بھلائی ہو۔ تا دونوں باتیں پوری ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا اور مخلوق کی بھلائی۔

Peace Mag Canada نے اپنی اشاعت جولائی 2012ء میں دو تصاویر کے ساتھ جماعت کی خبر اس عنوان کے ساتھ شائع کی۔

Hazrat Mirza Masroor Ahmad makes historical address at Capital Hill.

دو تصاویر بھی ہیں ایک میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز درمیان میں تشریف فرما ہیں۔ اور ایک طرف امیر صاحب امریکہ ڈاکٹر احسان اللہ ظفر صاحب اور حضور کی دوسری طرف کیتھ ایلیسن مسلم کانگریس مین بیٹھے ہیں۔ ڈیموکریٹک نینسی پلوسی تقریر کر رہی ہیں۔ دوسری تصویر میں سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے قافلہ کے ارکان اور جماعت احمدیہ امریکہ کے ممبران کے ساتھ کیپٹل ہل سے باہر تشریف لا رہے ہیں۔ اس مضمون میں کیپٹل ہل میں جو حضور نے تقریر فرمائی تھی اور جو کارروائی ہوئی تھی اسے بیان کیا گیا ہے۔

اخبار لکھتا ہے کہ 27/ جون 2012ء کو حضرت مرزا مسرور احمد واشنگٹن ڈی سی میں کیپٹل ہل میں خوش آمدید کہا گیا جہاں پر انہوں نے ”امن“ کے بارے میں اپنا خطاب کیا۔ اس موقعہ پر 30 کے قریب یونائیٹڈ سٹیٹس کے کانگریس ممبران نے شرکت کی جن میں عزت مآب نینسی پلوسی (Nancy Polosi) جو ڈیموکریٹ پارٹی کی نمائندہ لیڈر ہیں اس موقعہ پر دیگر سیاسی شخصیات، پروفیسرز، مذہبی لیڈران، میڈیا کے لوگ اور حکومتی سطح پر لوکل شخصیات مدعو تھیں۔ مزید برآں حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کو کیپٹل ہل کا ٹور بھی کرایا گیا۔ اس موقعہ پر ایک ریزولیشن بھی متعارف کرایا گیا تھا۔ آپ کی آمد کے موقع پر اور آپ کے آنر میں جس میں کہا گیا تھا کہ ہم آپ کی واشنگٹن ڈی سی میں آمد پر شکر گزار ہیں اور اسے عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جو کہ امن کی خاطر اسلامی تعلیمات کو بیان کر رہے ہیں اور جو امن کے ساتھ انصاف اور عدم تشدد کے لئے بھی آواز بلند کر رہے ہیں اور مذہبی آزادی اور انسانی حقوق کے لئے بھی کوشاں ہیں۔

یہ کارروائی 9:55 صبح کو شروع ہوئی جس میں اظہر حنیف صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی اور امجد محمود خان نے تعارفی اور خوش آمدید خطاب پیش کیا۔ سینیٹر رابرٹ کیسی (Robert Casey USPS) نے کہا کہ ”میں آپ کی لیڈرشپ پر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور امن وانصاف کے لئے آپ کی کوششوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں“۔

امریکہ میں پہلے مسلمان کانگرس مین کیتھ الیسن (Keith Ellision) نے کہا کہ یہ موقعہ ہمارے لئے، امریکہ کے لئے بہت عزت افزائی کا ہے کہ جناب حضرت مرزا مسرور احمد صاحب جماعت احمدیہ عالمگیر کے روحانی پیشوا یہاں ہمارے ہاں ایڈریس کرنے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ اور یہ امریکہ کے لئے بھی ایک بابرکت موقعہ ہے۔ اسی موقعہ پر اور بھی بہت سارے لیڈروں نے مختصر اقاریر کیں جن میں انہوں نے حضرت مرزا مسرور احمد صاحب (ایدہ اللہ تعالیٰ) کی آمد کو باعث برکت قرار دیا۔

اس موقعہ پر کانگریس نے آپ کی آمد پر جو ریزولیشن پاس کیا تھا اس کی کاپی حضور کی خدمت میں پیش کی گئی۔ ڈیموکریٹ لیڈر نینسی پلوسی نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ یہ بہت حسین اور خوبصورت موقعہ ہے جبکہ ڈیموکریٹ اور ری پبلیکن کی طرف سے حضور کو خوش آمدید کیا گیا ہے۔ اس موقعہ کی وجہ سے وہ فخر محسوس کرتی ہیں۔ نیز حضور کی لیڈرشپ اور آپ کے کارہائے نمایاں کو جن میں امن کی کوشش، مذہبی آزادی، رواداری سب کو خراج تحسین پیش کرتی ہیں۔

اس موقعہ پر جماعت احمدیہ کے نیشنل امیر ڈاکٹر احسان اللہ ظفر نے بھی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا تعارف کرایا کہ آپ کی لیڈرشپ میں دعاؤں کا بہت بڑا حصہ اور دعاؤں کے ذریعہ ہی ہم تمام مشکلات کا مقابلہ کر رہے ہیں۔

حضور نے اپنے خطاب میں قرآنی تعلیمات کو بیان کیا اور فرمایا کہ حقیقت یہ ہے کہ امن اور انصاف کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جاسکتا۔ امن کے حصول کے لئے انصاف قائم کرنا پڑتا ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ یہ بھی حقیقت ہے کہ دنیا میں دن رات بدامنی اور بے چینی بڑھ رہی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ کہیں نہ کہیں ایسا ضرور ہے کہ انصاف سے کام نہیں لیا جارہا۔

آپ نے فرمایا کہ اسلام کہتا ہے کہ تمام انسان برابری کا درجہ رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تمام انسان خواہ کسی نسل یا قوم یا ملک سے تعلق رکھتے ہوں۔ سب خدا کی نگاہ میں برابر ہیں۔ اگر ہم اس بات کو تسلیم کر لیں تو دنیا میں امن کی بنیاد رکھ سکتے ہیں۔ آپ نے یہ بھی فرمایا امیر ممالک اور قوموں کو چاہئے کہ وہ ترقی پذیر قوموں کے ساتھ ہمدردی اور مہربانی کا سلوک کریں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ اس سلوک کے بدلے اپنے مفاد کو مدنظر رکھ کر کریں۔

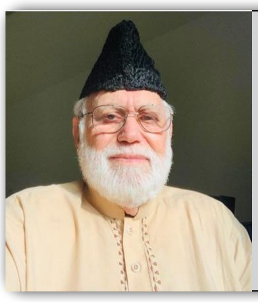

خواجہ محمد افضل بٹ۔امریکہ

زکوٰۃ کی فرضیت وفضیلت

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

خُذۡ مِنۡ اَمۡوَالِہِمۡ صَدَقَۃً تُطَہِّرُہُمۡ وَتُزَکِّیۡہِمۡ بِہَا وَصَلِّ عَلَیۡہِمۡ ؕ اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّہُمۡ ؕ وَاللّٰہُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ﴿۱۰۳﴾

(التوبہ : 103)

تُو ان کے مالوں میں سے صدقہ (زکوٰۃ) قبول کرلیا کر، اس ذریعہ سے تُو انہیں پاک کرے گا نیز اُن کا تزکیہ کرے گا اور اُن کے لیے دعا کیا کر۔ یقیناً تیری دعا اُن کے لیے سکینت کا موجب ہوگی اور اللہ تعالیٰ بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

نماز کے بعد دوسرا حکم زکوٰۃ کا ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ جس مال پر ایک سال گزر جائے اس پر غریبوں اور مسکینوں کی امداد کے لیے چالیسواں حصّہ نکالا جائے۔ اگر اسلامی حکومت ہو تو اس کو وہ حصّہ دیا جائے۔ اگر نہ ہو تو جو انتظام ہو اس کو دیا جائے۔

(فرمودات مصلح موعود دربارہ فقہی مسائل صفحہ 142)

زکوٰۃ کے لغوی معنی: پاک کرنے، صالح اور مناسب ہونے، بڑھنے، بہترین اور لائق ہونے کے ہیں اور پانچ ارکان اسلام میں سے ایک اہم رکن ''زکوٰۃ'' ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ مسجد نبوی میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ صحابہ رضوان اللہ علیہم کے درمیان تشریف فرما تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام انسانی شکل میں آپ کی مجلس میں تشریف لائے اور سوال کیا کہ ......یارسول اللہ ﷺ اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے جواباً فرمایا کہ اسلام کے پانچ ارکان ہیں۔

(1) کلمہ طیبہ (2) اقامۃ الصلوٰۃ (3) ایتاء الزکوٰۃ (4) صوم رمضان (5) حج

اس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا صَدَقْتَ اے اللہ کے رسول! آپ نے درست فرمایا۔

قرآن مجید میں اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے:

نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور جُھکنے والوں کے ساتھ جُھک جاؤ۔ یہاں نماز کے حکم کے ساتھ ہی زکوٰۃ کا حکم اس لئے دیا ہے کہ مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ جب تم نمازوں کو باجماعت ادا کرو گے تو تم جان سکو گے کہ کون ضرورتمند ہے، کون غریب ہے، کون بیمار ہے، تو زکوٰۃ کی ادائیگی سے مخلوق خدا کی حاجات کو پورا کرسکو گے۔

حضرت عبداللہ بن ابُواَوْفی سے روایت ہے کہ جس وقت کوئی قوم نبی کریم ﷺ کے پاس اپنی زکوٰۃ لاتی تو رسول کریم ﷺ فرماتے یا الٰہی فلاں کی آل پر رحمتیں فرما۔

(بخاری کتاب الزکوٰۃ)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

جسے اللہ نے مال دیا اور اُس نے اُس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی تو قیامت کے دن اُس کا مال نہایت زہریلے سانپ کی شکل اختیار کرلے گا جو اُس کے گلے کا طوق ہوگا۔ پھر وہ سانپ اپنے جبڑوں سے اُسے پکڑ لے گا اور کہے گا میں تیرا مال اور خزانہ ہوں۔

(بخاری کتاب الزکوٰۃ)

زکوٰۃ کیا ہے

دین اسلام کا ایک بنیادی رکن ہے اور دیگر ارکان کی طرح اس کی ادائیگی بھی فرض ہے۔ ادائیگی زکوٰۃ کے حوالہ سے قرآن کریم، آنحضرت ﷺ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے احمدیت کے ارشادات پیش ہیں۔ وہ احمدی احباب وخواتین جن پر زکوٰۃ کی ادائیگی کی شرائط پوری ہوتی ہوں ان سے درخواست ہے کہ اس فرض کی طرف خصوصی توجہ فرمائیں۔

زکوٰۃ کی اہمیت وفضیلت پر روشنی ڈالتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

یعنی وہ جو اُمراء سے لے کر فُقراء کو دیا جائے۔ اس میں اعلیٰ درجہ کی ہمدردی سکھائی گئی ہے۔ اس طرح سے باہم گرم سرد ملنے سے مسلمان سنبھل جاتے ہیں۔ اُمراء پر یہ فرض ہے کہ وہ ادا کریں۔ اگر نہ بھی فرض ہوتی تو بھی انسانی ہمدردی کا تقاضا تھا کہ غرباء کی مدد کی جائے۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ہمسایہ اگر فاقہ مرتا ہو تو پرواہ نہیں اپنے عیش و آرام سے کام ہے جو بات خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالی ہے میں اس کے بیان کرنے سے رُک نہیں سکتا۔ انسان میں ہمدردی اعلیٰ درجہ کا جوہر ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ

(آل عمران: 93)

یعنی تم ہرگز اس نیکی کو حاصل نہیں کرسکتے جب تک اپنی پیاری چیزوں کو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو۔ یہ طریق اللہ کو راضی کرنے کا نہیں کہ مثلاً کسی ہندو کی گائے بیمار ہوجائے اور وہ کہے کہ اچھا اسے منس دیتے ہیں (یعنی صدقہ میں دیتے ہیں)

بہت سے لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ باسی اور سڑی بُسی روٹیاں جو کسی کام نہیں آسکتی ہیں فقیروں کو دے دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے خیرات کر دی ہے۔ ایسی باتیں اللہ تعالیٰ کو منظور نہیں ہیں اور نہ ایسی خیرات مقبول ہوسکتی ہے وہ تو صاف طور پر کہتا ہے۔

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ

حقیقت میں کوئی نیکی، نیکی نہیں ہوسکتی جب تک اپنے پیارے مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس کے دین کی اشاعت اور اس کی مخلوق کی ہمدردی کے لئے خرچ نہ کرو۔

(فتاویٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ 126، بدر 1908ء)

قرآن کریم میں زکوٰۃ کے متعلق ارشادات

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارۡکَعُوۡا مَعَ الرّٰکِعِیۡنَ ﴿۴۴﴾

(البقرہ: 44)

اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور جُھکنے والوں کے ساتھ جُھک جاؤ۔

وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتُ بَعۡضُہُمۡ اَوۡلِیَآءُ بَعۡضٍ ۘ یَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَیَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَیُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ وَیُطِیۡعُوۡنَ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ ؕ اُولٰٓئِکَ سَیَرۡحَمُہُمُ اللّٰہُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ ﴿۷۱﴾

(التوبہ: 71)

مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں وہ اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بُری باتوں سے روکتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ اور اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہی ہیں جن پر اللہ ضرور رحم کرے گا۔ یقیناً اللہ کامل غلبہ والا اور بہت حکمت والا ہے۔

خُذۡ مِنۡ اَمۡوَالِہِمۡ صَدَقَۃً تُطَہِّرُہُمۡ وَتُزَکِّیۡہِمۡ بِہَا وَصَلِّ عَلَیۡہِمۡ ؕ اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّہُمۡ ؕ وَاللّٰہُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ﴿۱۰۳﴾

(التوبہ : 103)

اے رسول! اُن کے اموال میں سے صدقہ (زکوٰۃ) لے تا کہ تو اُنہیں پاک کرے اور اُن کی ترقی کے سامان مہیا کرے اور اُن کے لئے دعائیں بھی کرتا رہے کیونکہ دُعا اُن کی تسکین کا موجب ہے اور اللہ تیری دعاؤں کو بہت سننے والا اور حالات کو جاننے والا ہے۔

وَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ لَعَلَّکُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ﴿۵۷﴾

(النور: 57)

اور اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے تو پھر نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ تعالیٰ کے رسول کی اطاعت کرو۔

احادیث میں زکوٰۃ کی اہمیت وفضیلت کا بیان

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ وہ پانچ چیزیں یہ ہیں:

1. گواہی دینا اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔
2. نماز قائم کرنا
3. زکوٰۃ دینا
4. حج کرنا
5. اور رمضان کے روزے رکھنا

(بخاری، مسلم)

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: ایک عورت اپنی بیٹی کو ساتھ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اُس کی بیٹی نے سونے کے بھاری کنگن پہنے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے اُس عورت سے پوچھا: تُعْطِیْنَ زَکَاۃَ ھٰذَا۔ کیا ان کی زکوٰۃ بھی دیتی ہو؟ اس نے عرض کیا کہ ''نہیں'' اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تُو پسند کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تجھے آگ کے کنگن پہنائے۔'' یہ سُن کر اس عورت نے اپنی بیٹی کے ہاتھ سے کنگن اُتار لئے اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے عرض کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے ہیں۔ جہاں چاہیں آپ ﷺ خرچ فرمائیں۔

(ابوداؤد کتاب الزکوٰۃ باب الکنز ماھو وزکوٰۃ الحلی)

ایک دوسری روایت میں حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے دادا کے واسطے سے روایت کرتے ہیں کہ دو عورتیں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ ان کے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن تھے۔ آنحضرت نے دریافت فرمایا:

''کیا ان کی زکوٰۃ دیتی ہو؟''

انہوں نے جواب دیا نہیں یارسول اللہ ﷺ۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

''کیا تم پسند کرتی ہو کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمہیں آگ کے کنگن پہنائے؟''

انہوں نے کہا نہیں یارسول اللہ ﷺ۔ فرمایا ''پھر تم ان کی زکوٰۃ دیا کرو۔''

(مشکوٰۃ)

اموالِ زکوٰۃ

اموالِ زکوٰۃ کی دو قسمیں ہیں۔ اموالِ باطنہ اور اموالِ ظاہرہ۔

اموالِ باطنہ یہ ہیں:

نقد روپیہ، سونا، چاندی خواہ کسی شکل میں ہو۔ زیورات ہوں یا استعمال کی کوئی اور چیز۔ اموالِ باطنہ کی نگرانی حکومت کی طرف سے نہیں کی جاسکتی جیسے جمع شدہ نقد روپیہ، زیوارت .... ان اموال کی زکوٰۃ ادا کرنا ایک سچے مسلمان کی ذاتی ذمہ داری ہے۔ اس قسم کی ساری زکوٰۃ خلیفۂ وقت کی خدمت میں بھجوائی جائے تا کہ ساری جماعت کے غرباء، مساکین اور مستحقین کو اس مال سے حصّہ مل سکے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام علماء امّت نے یہ اُصول تسلیم کیا ہے کہ زکوٰۃ کی تقسیم امام (خلیفہ) وقت کا حق ہے۔

(فقہ احمدیہ صفحہ 359)

اموالِ ظاہرہ یہ ہیں:

الف: مویشی مثلاً اونٹ، گائے، بھینس، بھیڑ، بکری بشرطیکہ یہ باہر سرکاری چراگاہوں یا شاملات دیہہ میں چرتے ہوں اور ان کو گھر میں باقاعدہ چارہ ڈالنے کی ضرورت نہ پڑے۔

(فقہ احمدیہ حصہ عبادات صفحہ 358)

مویشی پر زکوٰۃ تب واجب ہوگی جب ان پر ایک سال گزر جائے اور سال بھر ملکیّت میں رہیں گے گویا جتنے سال وہ ملکیت میں رہیں گے ہر سال ان پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

(تشریح الزکوٰۃ صفحہ 136 فقہ احمدیہ صفحہ 359)

ب: زمین میں پیدا ہونے والی فصلیں جیسے گندم، جو، مکئی، چاول، باجرہ، کھجور، انگور، جنگلی شہد جو کسی نے اکٹھا کیا ہو۔

(فقہ احمدیہ حصہ عبادات صفحہ 358)

زمین کی پیداوار جب ایک دفعہ آئے تو اس پر اسی وقت زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ اس کے بعد خواہ وہ کتنے سال پڑی رہے اس پر دوبارہ زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی یا عائد نہیں ہوگی۔

ج: وہ معدنیات جو افراد کی تحویل میں ہوں مثلاً لوہے کی کان، تانبے کی کان، ٹین کی کان، تیل کے کوئیں وغیرہ۔

د: اموالِ تجارت، صنعت وحرفت میں لگا ہوا سرمایہ۔

(فقہ احمدیہ حصہ عبادات صفحہ 359)

اموالِ ظاہرہ سے زکوٰۃ وصول کرنے کا اصل حق حکومت کو ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جن زمینوں سے حکومت مالیہ وصول کرتی ہے یا جس تجارتی اور صنعتی کاروبار پر انکم ٹیکس لگاتی ہے ان پر مزید زکوٰۃ نہیں۔

(فقہ احمدیہ حصہ عبادات صفحہ 359)

اموال تجارت پر زکوٰۃ

مکرم ناظم صاحب دار القضا قادیان کے استفسار پر کہ ’’تجارتی کاروبار میں اصل زر پر زکوٰۃ ہے یا بشمول منافع یا صرف منافع پر زکوٰۃ ہے؟‘‘

مفتی سلسلہ مکرم مبشر احمد کاہلوں صاحب نے درج ذیل جواب ارسال فرمایا:

اموال زکوٰۃ کی بابت سیدنا حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’یہ ٹیکس جسے زکوٰۃ کہا جاتا ہے صرف آمد پر نہیں بلکہ سرمایہ اور نفع سب کو ملا کر اس پر لگایا جاتا ہے۔‘‘

(نظام نو بحوالہ انوار العلوم جلد 16 صفحہ 570)

’’یاد رکھنا چاہئے کہ یہ ٹیکس جسے زکوٰۃ کہتے ہیں آمدن پر نہیں ہے بلکہ سرمایہ اور نفع سب کو ملا کر اس پر لگایا جاتا ہے اور اس طرح اڑھائی فیصد درحقیقت بعض دفعہ نفع کا پچاس فیصدی بن جاتا ہے۔‘‘

(احمدیت یعنی حقیقی اسلام بحوالہ انوارالعلوم جلد 8 صفحہ 306)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ مزید فرماتے ہیں:

’’ایک زکوٰۃ کا بھی حکم ہے جو ہر امیر پر واجب ہے۔ ہر شخص جو کوئی روپیہ اپنے پاس جمع کرتا ہے یا جانور تجارت کیلئے پالتا ہے اس پر ایک رقم مقرر ہے۔ اسی طرح ہر کھیتی کی پیداوار پر ایک رقم مقرر ہے۔ کھیتی کی پیداوار پر دسواں حصہ اور تجارتی اموال پر اندازاً اڑھائی فیصدی ...... یہ اڑھائی فیصدی صرف نفع پر نہیں دیا جاتا بلکہ رأس المال اور نفع سب پر دیا جاتا ہے۔‘‘

(دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ 295-296)

تجارتی اموال پر زکوٰۃ کا نصاب آج کل دُنیا میں رائج معیار زر یعنی سونے کے نصاب والا ہے یعنی اگر تجارتی اموال اور منافع، خواہ نقد صورت میں ہو یا جنس کی صورت میں، اس نصاب کے مطابق ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ ہے اور اس نصاب کے برابر یا زائد تجارتی اموال اور منافع پر اڑھائی فصد زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔‘‘

(84/ بحوالہ دارالافتاء سلسلہ عالیہ احمدیہ ربوہ، 6.4.2016)

سونے، چاندی کا جو زیور عورت کے ذاتی استعمال میں آتا ہے اور وہ کبھی کبھی مانگنے پر غریب عورتوں کو بھی استعمال کے لئے دے دیتی ہے اس پر زکوٰۃ نہیں۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

جو زیور استعمال میں آتا ہے اس کی زکوٰۃ نہیں ہے اور جو رکھا رہتا ہے اور کبھی کبھی پہنا جاوے اس کی زکوٰۃ دینی چاہئے جو زیور پہنا جاوے اور کبھی کبھی غریب عورتوں کو استعمال کے لئے دیا جائے بعض کا اس کی نسبت یہ فتویٰ ہے کہ اس کی زکوٰۃ نہیں۔ اور جو زیور پہنا جائے اور دوسروں کو استعمال کے لئے نہ دیا جائے اس پر زکوٰۃ دینا بہتر ہے کہ وہ اپنے نفس کے لئے مُستعمل ہوتا ہے۔ اس پر ہمارے گھر میں عمل کرتے ہیں اور ہر سال کے بعد اپنے موجودہ زیور کی زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو زیور روپیہ کی طرح رکھا جائے اس کی زکوٰۃ میں کسی کو بھی اختلاف نہیں۔

(مجموعہ فتاویٰ احمدیہ جلد اوّل صفحہ 168۔ الحکم 17/ نومبر 1908)

حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اَے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو، آسمان پر تم اُس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ سچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو اور اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔ ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 15)

مزید فرمایا:

میں دیکھتا ہوں کہ اس وقت دو مُصیبتیں واقع ہورہی ہیں اور دو حرمتیں روا رکھی گئی ہیں۔ اوّل یہ کہ زکوٰۃ جس کے دینے کا تھا وہ دیتے نہیں اور سُود جس کے لینے سے منع کیا تھا وہ لیتے ہیں لیکن جو خدا تعالیٰ کا حق تھا وہ تو دیا نہیں اور جو اپنا حق نہ تھا اُسے لیا گیا۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 368)

زکوٰۃ کو قرآن کریم نے قائم کیا ہے اس کا چندے سے ٹکراؤ نہیں۔ کوئی شخص زکوٰۃ کو اس لئے بند نہیں کرسکتا کہ وہ چندے دے رہا ہے۔ زکوٰۃ کا ایک نصاب ہے اور معین شرح ہے۔ اسلام نے روپیہ کمانا منع نہیں کیا۔ ہاں! روپیہ کو بند رکھنا اور خرچ نہ کرنا ناجائز قرار دیا ہے۔ تاہم اگر کوئی شخص اپنی آئندہ کی ضروریات کے لئے بطور احتیاط کچھ روپیہ جمع کرتا ہے اور پڑے پڑے اس پر سال گزر جاتا ہے تو اس روپیہ پر زکوٰۃ واجب ہو جائے گی۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

یقیناً لوگوں پر ایک زمانہ آنے والا ہے کہ آدمی اپنے مال کی زکوٰۃ نکالتے وقت تکلیف محسوس کرے گا۔

(کنزالعمال)

جانوروں کا نصابِ زکوٰۃ اور شرح زکوٰۃ

زکوٰۃ کے جانوروں سے مراد مویشی ہیں۔ جیسے اُونٹ، گائے، بیل، بکری، بھیڑ، چھترا، دُنبہ وغیرہ۔

نصاب

40 سے زائد بھیڑ، بکریاں

30 سے زائد گائے

5 سے زائد اُونٹوں پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے

(شرح زکوٰۃ کی تفصیل فقہ احمدیہ حصہ عبادات صفحہ 363-365)

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل

جس طرح نمازیں فرض ہیں اور مسجد میں جماعت کے ساتھ فرض ہیں۔ اسی طرح زکوٰۃ فرض ہے اور اس کا ایک جگہ جمع کر کے تقسیم کرنا اور اُن مصارف پر لگانا جو اُس کے لئے قرار دیئے گئے ہیں فرض ہے۔ اس فرض کی ادائیگی کو اسی طرح ضروری سمجھو جس طرح نماز اور روزہ اور حج کے فرائض کی ادائیگی کو ضروری سمجھتے ہو۔

(رپورٹ صدر انجمن احمدیہ 1911-12)

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

جماعت میں بعض لوگوں کا خیال ہے کہ زکوٰۃ کا نظام رائج نہیں اور ہم اس طرف توجہ نہیں دیتے۔ جماعت میں زکوٰۃ کا نظام رائج ہے اس لئے جن پر زکوٰۃ فرض ہے اُن کو میں توجہ دلاتا ہوں کہ زکوٰۃ دینی لازمی ہے وہ ضرور دیا کریں۔

(خطبات مسرور جلد 5 صفحہ 153)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

زکوٰۃ کی ادائیگی کے بارہ میں سوال ہوتے ہیں۔ یہ بنیادی حکم ہے۔ جن پر زکوٰۃ واجب ہے ان کو ضرور ادا کرنی چاہئے اور اس میں بھی کافی گنجائش ہے۔ بعض لوگوں کی رقمیں کئی کئی سال بینکوں میں پڑی رہتی ہیں اور ایک سال کے بعد بھی اگر رقم جمع ہے تو اس پر بھی زکوٰۃ دینی چاہئے۔ پھر عورتوں کے زیورات ہیں ان پر زکوٰۃ دینی چاہئے۔ جو کم ازکم شرح ہے اس کے مطابق ان زیورات پر زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے۔ پھر بعض زمینداروں پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے ان کو زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے۔ تو یہ ایک بنیادی حکم ہے اس پر بہر حال توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

(خطبہ جمعہ 31/ مارچ 2006ء خطبات مسرور جلد چہارم صفحہ 175)

زکوٰۃ کی ادائیگی کے متعلق
بعض سوالات اور جوابات

سوال1: زکوٰۃ کا نصاب کیا ہے؟

جواب: زکوٰۃ کا نصاب درج ذیل ہے۔

1. چاندی ساڑھے باون تولے
2. سونا ساڑھے سات تولے
3. نقدی ساڑھے سات تولے سونے کی قیمت کے برابر نقدی۔

نوٹ: اگر مقررہ نصاب کے مطابق چاندی، سونا یا نقد رقم پر ایک سال مکمل ہوجائے تو کُل سرمایہ کا اڑھائی فیصد یعنی چالیسواں حصہ سالانہ حساب سے زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہوتی ہے۔

سوال 2: زکوٰۃ کی ادائیگی کا طریق کار کیا ہے؟

جواب: خدا تعالیٰ کے خاص فضل سے جماعت کو خلافت کا انعام ملا ہے اور قیامت تک یہ انعام قائم رہنے کا وعدہ ہے۔ جماعتی لحاظ سے زکوٰۃ کی تمام رقم کا مرکزی نظام کے تحت جمع ہونا ضروری ہے۔ کوئی بھی احمدی اپنی زکوٰۃ کی رقم ازخود تقسیم نہیں کرسکتا ہے۔ ہاں اگر اس کے علم میں کوئی اس کا ایسا عزیز رشتہ دار یا مستحق ہے (خواہ احمدی ہو یا غیر از جماعت ہو) (جس کو زکوٰۃ دینی مقصود ہو یا زکوٰۃ دینے کا ارادہ رکھتا ہو تو اس کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں درخواست براہ راست یا نظارت بیت المال آمد کے ذریعہ بھجوائے۔ بصورت منظوری جماعتی نظام کے تحت امداد کردی جائے گی۔

سوال 3: کیا بینک میں یا کسی اورطور پر محفوظ رقم پر زکوٰۃ واجب ہے؟

جواب: بینک میں یا کسی اورطور پر محفوظ رقم پر زکوٰۃ واجب ہے۔ اگر بینک میں فکسڈ ڈپازٹ کے طور پر رقم جمع ہو اور زکوٰۃ کی شرائط پوری ہوجائیں تو زکوٰۃ کی ادائیگی واجب ہوجائے گی۔ اگر فکسڈ ڈپازٹ ایک سال سے زیادہ عرصہ تین، پانچ یا دس سال کے لئے ہے تو ہر سال کا حساب کرکے واجب زکوٰۃ ہر سال ادا کرنا ہوگی۔ پرائز بانڈز، کمپنیوں کے شیئرز، کسی کے پاس امانتاً رکھی ہوئی سب نقدی کے زمرے میں آتے ہیں۔

سوال 4: کیا حق مہر پر زکوٰۃ واجب ہے؟

جواب: مہر کی رقم جب تک عورت کو حاصل نہیں ہوتی اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ جب حق مہر مل جائے اور وہ نقد یا زیور کی صورت رکھتا ہو اور وہ نصاب کی قدر بن جائے تو ایک سال گزرنے پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

سوال 5: کیا چندہ جات زکوٰۃ کے متبادل ہیں؟

جواب: چندہ جات زکوٰۃ کے متبادل نہیں ہیں بلکہ جن احباب پر زکوٰۃ کی شرائط پوری ہوتی ہوں ان کے لئے اس عبادت کو اس کی شرائط کے مطابق ادا کرنا ضروری ہے۔ جس طرح نماز اسلام کا ایک رکن ہے اور شرائط کے پورا ہونے اور فرض ہونے کی صورت میں ادا کرنا ضروری ہے اسی طرح زکوٰۃ بھی اسلام کا ایک اہم رکن ہے اور اس کی شرائط مکمل ہوجائیں تو اس کی ادائیگی بھی فرض ہے۔

سوال نمبر 6: قرض پر زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں سوال پیش ہوا کہ جو روپیہ کسی شخص نے کسی کو قرض دیا ہوا ہے کیا اس پر زکوٰۃ دینی لازم ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''نہیں''

(بدر 21/ فروری 1907ء صفحہ 5)

سوال 7: کیا سیکورٹی اور پراویڈنٹ فنڈ و میعادی امانت (فکسڈ ڈپازٹ) زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہیں۔ امانت تابع مرضی (Current Account) کے بارہ میں کیا حکم ہے؟

جواب: قرض، میعادی امانت، سیکورٹی یعنی ضمانت میں دی ہوئی رقم اور پراویڈنٹ فنڈ پر زکوٰۃ نہیں۔ البتہ جس سال یہ رقوم وصول ہوں اس سال کی زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے۔

امام مالک رضی اللہ عنہ اپنی کتاب مؤطا میں فرماتے ہیں۔

اَلْاَمْرُ الَّذِیْ لَا اخْتِلَافَ فِیْہِ عِنْدَنَا فِیْ مَسْئَلَۃِ الدَّیْنِ اَنَّ صَاحِبَہٗ لَا یُزَکِّیْہِ حَتّٰی یَقْبِضَہٗ صَاحِبُہٗ لَمْ یَجِبْ عَلَیْہِ اِلَّا زَکٰوۃٌ وَّاحِدَۃٌ۔

(اوجز المسالک شرح مؤطا مالک جلد 3 صفحہ 174، فقہ احمدیہ حصہ عبادات صفحہ 369)

ہمارے (یعنی مدینہ کے علماء کے) نزدیک یہ مسئلہ متفق علیہ ہے کہ جو قرض مقروض کے پاس کئی سال تک رہے اس پر زکوٰۃ نہیں البتہ جس سال یہ قرض وصول ہو صرف اس سال کی زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی۔ جو حال قرض کا ہے وہی میعادی امانت اور سیکورٹی وغیرہ کا ہے امام مالک رضی اللہ عنہ نے اپنے مسلک کی تائید میں حدیث بھی پیش کی ہے۔ علاوہ ازیں زکوٰۃ کی ایک غرض یہ بھی ہے کہ مال مالک کے پاس بند نہ پڑا رہے بلکہ لامحالہ وہ مجبور ہوکر اسے کاروبار میں لگائے یا کسی دوسرے کو اس سے استفادہ کرنے دے ورنہ زکوٰۃ اس کے مال کو کھاجائے گی۔

سوال 8: مکانات وجواہرات پر زکوٰۃ؟

جواب: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''جواہرات ومکانات پر کوئی زکوٰۃ نہیں''

(البدر 14/ فروری 1907ء، فتاویٰ مسیح موعود صفحہ 28، فقہ احمدیہ حصہ عبادات صفحہ 370)

سوال 9: مکان اور تجارتی مال پر زکوٰۃ؟

جواب: ایک شخص کے سوال کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ:

''مکان خواہ ہزار روپیہ کا ہو اس پر زکوٰۃ نہیں اگر کرایہ پر چلتا ہو تو آمد پر زکوٰۃ ہے۔ ایسا ہی تجارتی مال پر جو مکان میں رکھا ہے زکوٰۃ نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ چھ ماہ کے بعد حساب لیا کرتے تھے اور روپیہ پر زکوٰۃ لگائی جاتی تھی۔''

(البدر 14/ فروری 1907ء فتاویٰ مسیح موعود صفحہ 128، فقہ احمدیہ حصہ عبادات صفحہ 370)

اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر احمدی کو جس پر زکوٰۃ فرض ہے نصاب اور شرح کے مطابق زکوٰۃ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حنیف محمود کے قلم سے

آداب معاشرت

عیادت کے آداب

قسط 15

آنحضرت ﷺ خدا تعالیٰ کی صفات کا مظہر اتم تھے۔ آپ مخلوق خدا کی ہمدردی و شفقت میں مہرباں ماں سے بھی بڑھ کر شفیق تھے۔ آپ نے مومنوں کو بیماروں کی عیادت کرنے کی خاص تاکید فرمائی اور اس کے آداب بھی سکھائے۔ عیادت ایک مذہبی فریضہ ہے اور مذہبی حیثیت سے کھل کر اس کی ابتداء اس وقت ہوئی جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے۔

بیماروں کی عیادت کرنے میں دوست، دشمن کسی کی تخصیص نہیں کرنی چاہئے۔ حدیث میں آتا ہے۔ کہ ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کی آل اولاد ہے۔ پس خواہ انسان کا تعلق کسی بھی عقیدے کے ساتھ ہو ان کے ساتھ ہمدردی اور خیرخواہی رکھنا مومن کا فرض ہے۔ حضور اکرم ﷺ بلا تخصیص مذہب وملت بیماروں کی عیادت کرتے تھے۔ خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور محبت کی خاطر بیمار کی عیادت کرنی چاہئے۔ کیونکہ جب خدا تعالیٰ کے لئے کسی کی عیادت کی جائے تو خدا تعالیٰ اپنے اس بندے پر بہت خوش ہوتا اور اس کی جزاء خود بن جاتا۔

ایک مومن کا حق ہے کہ وہ عیادت کرے۔ آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو اس کا حکم دیا کہ وہ بیمار کی عیادت کریں۔ (بخاری) عیادت صرف ایک بار ہی نہ کی جائے بلکہ جہاں تک ہوسکے بیمار کی تیمارداری اور مزاج پرسی کے لئے دوبارہ بھی جایا جائے۔ صبح اور شام کے اوقات میں عیادت کرنے کا بہت زیادہ ثواب ہے۔ مریض کی عیادت کے لئے جب جایا جائے تو اس کے پاس بیٹھ کر اسے تسلی دی جائے۔ اور محبت کے ساتھ اس سے گفتگو کی جائے اور اچھی باتوں کے ساتھ اس کا دل بہلایا جائے۔ کیونکہ بیماری میں انسان بہت حساس ہو جاتا ہے۔ اس کے جذبات بہت نازک ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں اپنے ہمدرد، دوست کی تسلی وتشفی کے چند الفاظ بھی اس کی مرض اور تکلیف کی شدت کو کم کرنے کا موجب بن جاتے ہیں۔

مریض کو یوں تسلی دی جائے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری پیدا نہیں کی جس کی دوا نہ ہو۔

(صحیح بخاری شریف جلد سوم مترجم اردو صفحہ 268)

مریض کی جب عیادت کی جائے تو اس کے ہاتھ اور اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر اس کو تسلی دی جائے۔ نبی کریم ﷺ اپنے بعض اہل کی عیادت کرتے تو اپنا دایاں ہاتھ لگاتے۔ (بخاری) مریض کی عیادت کے لئے جب جایا جائے تو اس کی صحت یابی کے لئے دعا بھی مانگی جائے۔ آنحضرت ﷺ اپنے بعض اہل کی عیادت کرتے، اپنا دایاں ہاتھ لگاتے اور کہتے۔ اے اللہ! لوگوں کے رب! تکلیف دور کر اور تندرستی عطا کر، تو ہی شفا دینے والا ہے۔ کوئی شفا نہیں مگر تیری شفا۔ ایسی شفا جو بیماری نہ چھوڑے۔

(بخاری و مسلم)

مریض کی جب عیادت کی جائے تو اس کی توجہ دعا کی طرف بھی کروانی چاہئے کہ آنحضرت ﷺ بیمار کی عیادت کا بہت اچھی طرح خیال رکھتے تھے اور دعا کی طرف اسے متوجہ بھی فرماتے تھے۔ مریض کو چاہئے کہ وہ بے صبری کے کلمات نہ کہے اور نہ ہی موت کی تمنا کرے۔ اور زندگی سے مایوس نہ ہو۔ مریض کی شفایابی کے لئے جہاں اس کی عیادت کے وقت دعا کی جانی چاہئے وہاں اس مریض کے لئے غائبانہ دعائیں بھی مانگنی چاہئیں کیونکہ خلوص دل سے مانگی جانے والی دعا اللہ تعالیٰ کے حضور قبولیت کا شرف حاصل کرلیتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ کوئی دعا اتنی سرعت سے قبول نہیں ہوتی جتنی کہ غائبانہ دعا۔ (ترمذی) عیادت

بقیہ صفحہ 17 پر

ذوالکفل اصغر بھٹی

مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب کی لمبی زندگی ان کے لئے باعث رحمت بنی یا باعث ندامت؟

15 مارچ کی مناسبت سے ایک تحریر

ٹھیک آج سے 75 سال قبل مارچ کے مہینہ میں ربوہ سے چند کلومیٹر دوری کے فاصلہ پر واقع شہر سرگودھا کے ایک گمنام محلہ کے ایک چھوٹے سے مکان میں ایک فالج زدہ بیمار شخص کسمپرسی کی زندگی گزارتا ہوا زندگی کی بازی ہار گیا۔ نہ کوئی شور ہوا، نہ اعلانات کی دھائی مچی۔ نہ قصیدے لکھے گئے اور نہ کسی نے وارثان کو پُرسہ دیا۔

جی ہاں تاریخ کے کیلنڈر پر وہ 15/ مارچ 1948ء کا ہی دن تھا جب مشہور اہل حدیث عالم دین جناب مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب سرگودھا میں فالج کی علالت اور بہت سی دیگر موذی امراض سے گھائل اس جہان فانی کو خیر آباد کہہ گئے۔

یقیناً یہ دار البقا نہیں ہے اورسب کے لئے ایک دن رخصت ہونا مقدر ہے اس لئے تین وجوہات سے آج مارچ کے مہینے میں خاکسار نے ان کا ذکر چھیڑنا ضروری سمجھا۔ پہلا یہ کہ آج ان کی نرینہ اولاد یا خاندان میں سے کوئی بھی ان کا ذکر کرنے والا نہیں ہے تو سوچا کیوں نہ خاکسار ہی یہ بھاری پتھر اُٹھائے دیتا ہے دوسرا یہ کہ بعض حضرات جو کاروباری اغراض سے اُن کی بعض تصانیف کو بیچنے کے لئے ان کا ذکر کرتے بھی ہیں تو وہ بھی اُن کمزور لمحات سے دامن بچا کر بھاگ نکلتے ہیں جس میں مولوی نے اپنی زندگی کے آخری ایام گزارے۔ تیسرا یہ کہ ابھی چند دن بعد 15/ مارچ کے ساتھ ساتھ 26/ اپریل بھی آنے والی ہے اس وجہ سے بھی مجھے مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب یاد آ گئے۔ جی ہاں وہی 26/ اپریل جس دن آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابل پر آخری دعائے مباہلہ سے راہ فرار اختیار کرتے ہوئے یہ لمبی زندگی مانگی تھی۔ لمبی زندگی تو مل گئی مگر پھر بریلوی، دیوبندی حتیٰ کہ اہل حدیث علماء کی طرف سے بھی آپ پر سب دروازے بند کر دیئے گئے. امام وقت سے مباہلہ سے فرار کے وقت وہ لمبی زندگی جو آپ نے مانگی تھی اُس پر آپ کے سوانح نگار کے مطابق ”اہل بدعت نے 4 نومبر 1937ء کو قاتلانہ حملہ کروادیا۔“

(فتاویٰ ثنائیہ مرتبہ محمد داود راز شائع کردہ ادارہ ترجمان السنۃ لاہور 7 ایبک روڈ لاہور جلد نمبر اول صفحہ 37)

پاکستان بنا تو مصائب ایک نئی کروٹ بدل کر وارد ہو گئے آپ کی آنکھوں کے سامنے آپ کا گھر لوٹ لیا گیا آپ کا قیمتی کتب خانہ جو آپ کا سرمایہ حیات تھا جلا دیا گیا، اور آپ کے اکلوتے جوان بیٹے کو آپ کی آنکھوں کے سامنے کرپانوں سے کاٹ دیا گیا آپ کے ان مصائب کا ذکر کرتے ہوئے داود راز صاحب لکھتے ہیں ”آخری ایام حضرت مرحوم کے جن حالات میں گزرے وہ ایک مستقل داستان ہے۔ اگست 1947ء میں جملہ باشندگان پنجاب کو جن حوادث و مصائب سے دوچار ہونا پڑا اُن سے بھلا مرحوم کیسے بچ سکتے تھے۔ مرحوم کا علمی خزانہ اور اکلوتا بیٹا فسادات کی نذر ہوا۔ تباہ حال و مصیبت زدہ ہو کر گوجرانوالہ پہنچے مولوی ابو القاسم صاحب بنارسی صاحب کے نام اپنے آخری خط میں لکھتے ہیں باقی کیا سنا چاہتے ہو کبھی فرصت میں سن لینا بڑی ہے داستان میری۔ غم نہیں رہتا ہے آزادوں کو بیش از یک نفس۔ برق سے کرتے ہیں روشن شمع ماتم خانہ ہم۔ نہ دے نامہ کو اتنا طول غالب مختصر لکھ دے۔ کہ حسرت سنج ہوں عرض ستم ہائے جُدائی کا۔“ ثناء اللہ امرتسری 23/10/47“

(فتاویٰ ثنائیہ مرتبہ محمد داود راز شائع کردہ ادارہ ترجمان السنۃ لاہور 7 ایبک روڈ لاہور جلد نمبر اول صفحہ 50، 51)

اہل حدیث اخبار الاعتصام اس کی رپورٹنگ کرتا ہوا لکھتا ہے:
”قیامت صغریٰ کا نمونہ پیش کر رہا تھا۔ فسادات کے ہلاکت خیز طوفان نے مولوی کی اقامت گاہ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ ان کی آنکھوں کے سامنے ان کا جوان اکلوتا بیٹا عطاء اللہ جس بری طرح ذبح کیا گیا اس نے ان کے قلب و جگر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔“

(الاعتصام 15/ جون 1962ء صفحہ 10)

”5/ جنوری 1948ء کو مرحوم اہل و عیال سمیت سرگودھا تحصیل خوشاب ضلع شاہ پور بادل ناخواستہ تشریف لے گئے۔ وہاں 12/ فروری 1948ء کو مسلسل صدمات کے نتیجہ میں فالج کے شکار ہوگئے۔ علاج معالجہ سب بیکار ثابت ہوئے اور 15/ مارچ 1948ء کو یہ آفتاب سرگودھا کی سرزمین میں غروب ہو گیا۔“

(فتاویٰ ثنائیہ مرتبہ محمد داود راز شائع کردہ ادارہ ترجمان السنۃ لاہور 7 ایبک روڈ لاہور جلد نمبر اول صفحہ 50، 51)

مباحثات میں شرائط کی آڑ میں چالاکی اور گریز سے متعلق بٹالوی صاحب کی قولی اور امرتسری صاحب کی فعلی شہادت

امرتسری صاحب نے ایک طرف حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے مقابل پر طنز وتمسخر اور استہزاء سے کبھی زبان کو نہیں روکا، تو مقابل پر فرار اختیار کرنے والی شرائط اور قدموں کو بھی سدا پابرکاب رکھا بلکہ بقول آپ کے روحانی والد جناب مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب ”وہ ایسا چالاک اور ہوشیار ہے کہ وہ شرائط کی آڑ میں پناہ لے کر مباحثہ سے گریز کر جاتا ہے“ (اشاعۃ السنۃ شمارہ نمبر 7 جلد 23 صفحہ 193 زیر عنوان باپ اور بیٹے کا مباحثہ) بلکہ آپ تو مزید وضاحت کرتے ہوئے ان کے طریقہ مباحثہ جات کے بارہ میں فرماتے ہیں:

”عموماً مباحثات کے وقت ایک بڑا بھاری حربہ اور سنگین آلہ اس کے ہاتھ میں کذب بیانی اور دھوکہ دہی ہوتی ہے اور اُس کو تیز کرنے کے لئے مذاق، تمسخر، شعر بازی بھی وہ کام میں لاتا ہے۔ حق گوئی اور انصاف پروری اور تحقیق علمی تو اس کا مقصد اور مطمح نظر ہی نہیں ہوتا۔“

(اشاعۃ السنۃ شمارہ نمبر 7 جلد 23 صفحہ 194 زیر عنوان باپ اور بیٹے کا مباحثہ)

چنانچہ بقول حضرت فتح محمد سیال صاحب ”جب مولوی ثناء اللہ صاحب کو ”اعجاز احمدی“ میں مباہلہ کے لئے چیلنج دیا گیا تو اس وقت جو مولوی ثناء اللہ صاحب نے مختلف وقت میں تحریریں شائع کیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

1) ”چونکہ یہ خاکسار نہ واقعہ میں اور نہ آپ کی طرح نبی یا رسول یا ابن اللہ یا الہامی ہے اس لئے ایسے مقابلہ کی جرات نہیں کر سکتا۔ افسوس کرتا ہوں کہ مجھے ان باتوں پر جرات نہیں“ (الہامات مرزا صفحہ 85 طبع دوم)

2) مولوی صاحب اخبار اہل حدیث 25/ مئی 1906ء میں لکھتے ہیں ”سنو جو طریقہ ہم کو پیغمبر ﷺ نے نہ سکھایا ہو ہم اس کو ایجاد نہیں کر سکتے ہم کو تحقیق مذہب کے لئے اس قسم کے مباہلوں کی اجازت نہیں دی کہ ہم اس قسم کی دعا کریں کہ جھوٹا سچے سے پہلے مرے۔ مختصر یہ کہ ایسا مباہلہ کرنے کی اجازت ہم کو شرع شریف سے نہیں ملتی اور نہ مباہلہ کرنے کی اجازت ہے“ (اہل حدیث 25 مئی 1906ء) پھر 22/ جون 1906ء کی اہل حدیث اخبار میں لکھا ”موت کی تمنا ہمارے مذہب میں منع ہے۔ ہاں یہودیوں میں یہ ممانعت نہ تھی۔ ہم اس آیت کے مخاطب نہیں ہو سکتے۔ البتہ آیت ثانیہ قل تعالوا ندع ابناء پر عمل کرنے کے لئے ہم تیار ہیں۔ میں اب بھی ایسے مباہلہ کے لئے تیار ہوں جو آیت مرقومہ سے ثابت ہوتا ہے جسے مرزا صاحب نے خود تسلیم کیا ہے۔“

اب جب 22/ جون 1906ء کو آپ نے شرعی مباہلہ والا مندرجہ بالا بیان چھاپ دیا تو البدر نے 4/ اپریل 1907ء کی اشاعت میں لکھا کہ ”مولوی ثناء اللہ صاحب کو بشارت دیتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب نے ان کا چیلنج مباہلہ کو منظور کر لیا ہے۔“

مولوی صاحب نے فوری رنگ بدلا اور 19/ اپریل 1907ء کی اشاعت میں لکھا ”میں نے آپ کو مباہلہ کے لئے نہیں بلایا میں نے تو قسم کھانے پر آمادگی کی ہے مگر آپ اس کو مباہلہ کہتے ہیں حالانکہ مباہلہ اس کو کہتے ہیں جو فریقین مقابلہ پر قسم کھائیں میں نے حلف اٹھانا کہا ہے مباہلہ نہیں کہا۔ قسم اور ہے اور مباہلہ اور ہے۔ ہم قسم کھانے کو تیار ہیں مگر پہلے بتا دو کہ اس قسم کا نتیجہ کیا ہو گا۔“

حضرت فتح محمد سیال صاحب اس ساری بحث کو سمیٹتے ہوئے لکھتے ہیں:

”اب اس ایک بات میں اس مولوی نے کتنے رنگ بدلے ہیں۔ کبھی کہتے تھے کہ مباہلہ کرنے کو تیار ہوں۔ کبھی کہہ دیا قسم کھانے کو۔ اور جب مباہلہ کے لئے بلایا گیا تو مباہلہ سے انکار کر دیا۔ جب قسم کے لئے بلایا گیا تو قسم سے انکار کر دیا اس سے ظاہر ہے کہ مولوی صاحب کسی صورت میں فیصلہ کے لئے تیار نہ تھے آخر اللہ نے اُن کے مونہہ سے ایسے الفاظ نکلوا دیئے جن سے صادق و کاذب کے درمیان فیصلہ ہو گیا۔۔ اور آخر مولوی صاحب کو وہ عبارت لکھنا پڑی جو 26/ اپریل 1907ء کے اخبار اہل حدیث اور وطن میں لکھی گئی۔

(روزنامہ الفضل قادیان 8/ مارچ 1941ء صفحہ نمبر 4 شمارہ نمبر 54 جلد نمبر 29)

جھوٹے دغاباز مفسد وغیرہ لمبی عمریں جیتے ہیں یہ آپ نے کہاں سے نکال لیا کہ جھوٹا جلد مر جاتا ہے

آخری دفعہ جب مولوی صاحب مباہلہ کے لئے تیار ہو گئے تو وہ

آخری دعائے مباہلہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے متعلق شائع کر دی اور اسے کہا کہ لو میں نے دعا لکھ دی ہے آپ اس کے نیچے دستخط کر دو کہ یہ آپ کو قبول ہے اور کسی ایک جگہ جمع ہونے کا بھی مسئلہ ختم ہو جائے گا۔ بس اس دعا کے نیچے دستخط کر دو تاکہ یہ ثابت ہو جائے کہ آپ نے مباہلہ قبول کر لیا ہے۔ اب حضرت مسیح موعود کی یہ دعا اکثر مولوی صاحبان شائع کرتے ہیں اور دھوکہ دیتے ہیں کہ دیکھو مرزا صاحب اس دعا کے مطابق پہلے فوت ہو گئے۔ لیکن ہوا کیا؟

26/ اپریل 1907ء کو مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب نے حضرت مسیح موعود کی یہ دعا مباہلہ اپنی اخبار میں من وعن شائع کر دی بغیر کوئی لفظ کاٹے، جو صفحہ نمبر 5 کے شروع میں ختم ہوئی اور اس کے بعد پورے 2 صفحے کا نوٹ لکھا (5 اور 6 پر دیکھ سکتے ہیں) کہ میں اسے کیسے قبول کر سکتا ہوں؟۔ اس کی تو مجھ سے منظوری نہیں لی گئی پھر لکھا کہ ''تمہاری یہ دعا کسی صورت میں فیصلہ کن نہیں ہو سکتی'' ''مرزائیو! کسی نبی نے بھی اپنے مخالفوں کو اس طریق سے فیصلہ کرنے کے لئے بلایا ہے؟'' پھر لکھا ''میرا مقابلہ تو آپ سے ہے اگر میں مر گیا تو میرے مرنے سے اور لوگوں پر کیا حجت ہو سکتی ہے؟ میرے مرنے سے آپ کو کیا فائدہ ہو گا۔؟'' پھر لکھا ''خدا کے رسول چونکہ رحیم و کریم ہوتے ہیں اور ان کی ہر وقت یہی خواہش ہوتی ہے کہ کوئی شخص ہلاکت اور مصیبت میں نہ پڑے مگر آپ میری کیوں میری ہلاکت کی دعا کرتے ہیں''؟۔ پھر اسی صفحہ پر آپ کے نائب ایڈیٹر نے نوٹ لکھا جس کو اگلی اخبار 3/ جولائی 1907ء میں آپ نے کہا میں اس کو صحیح جانتا ہوں اور وہ یہ تھا کہ '' قرآن تو کہتا ہے کہ مَنۡ کَانَ فِی الضَّلٰلَۃِ فَلۡیَمۡدُدۡ لَہُ الرَّحۡمٰنُ مَدًّا اور اِنَّمَا نُمۡلِیۡ لَہُمۡ لِیَزۡدَادُوۡۤا اِثۡمًا اور وَیَمُدُّہُمۡ فِیۡ طُغۡیَانِہِمۡ یَعۡمَہُوۡنَ وغیرہ آیات تمہاری اس دجل کی تکذیب کرتی ہیں اور سنو! بَلۡ مَتَّعۡنَا ہٰۤؤُلَآءِ وَ اٰبَآءَہُمۡ حَتّٰی طَالَ عَلَیۡہِمُ الۡعُمُرُ جن کے صاف یہ معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ جھوٹے دغاباز، مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے تا کہ وہ اس مہلت میں اور بھی برے کام کریں صفحہ 4 پھر صفحہ نمبر 6 کے جہازی نوٹ کے آخر پر لکھا کہ '' اور یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں اور نہ کوئی دانا اس کو منظور کر سکتا ہے۔''

میں نے اس ساری کہانی کو آسان بنانے کے لئے تحقیق کی اور وہ 26/ اپریل 1907ء والا اہل حدیث اخبار نکال لیا ہے۔ اس میں آپ حضرت مسیح موعود کی دعا بھی دیکھ سکتے ہیں اور مولوی صاحب کا جواب بھی کہ آپ میری موت کے پیچھے کیوں پڑھ گئے ہیں۔ اور تحریر مجھے منظور نہیں۔ جھوٹے دغا باز، مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں جیا کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی صاحب کی اس بات کو رد نہیں فرمایا بلکہ اپنی خاموشی سے اسی معیار کو ہی معیار فیصلہ رہنے دیا۔ تا کہ کسی طرح مولوی ثناء اللہ پر حجت پوری ہو چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اپنی تحریر اور اپنے اقرار کے مطابق لمبی عمر پا کر جھوٹے دغاباز نافرمان ثابت ہوئے۔

ثناء اللہ گمراہ، ملحد، بے ادب، محرف کلام رسول، اہل بدعت سے بدتر ہے

1910ء میں 132 علماء کا متفقہ فتویٰ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات 1908ء دو سال بعد ہی ہندوستان کے طول وعرض سے مولوی ابو البرکات محمد برکت اللّٰہ عظیم آباد۔ مولوی عبد الحکیم پٹنہ۔ مولوی عبد الرحیم عظیم آبادی۔ مولوی عبد الباسط مدرسہ اصلاح المسلمین پٹنہ مولوی وحید الزمان حیدر آبادی مولوی احمد اللہ امرتسری استاد مولوی ثناء اللہ مولوی عبد السلام (بیٹا مولوی سید نذیر حسین دہلوی) حافظ عبد المنان وزیر آبادی استاد مولوی ثناء اللہ مولوی عبد اللہ ٹونکی شمس العلماء اورئینٹل کالج لاہور مولوی فقیر اللہ مدراسی۔

مولوی عبد الجبار غزنوی جیسے چوٹی کے 132 اہل حدیث علماء جناب ثناء اللہ امرتسری صاحب کے خلاف اکٹھے ہو گئے ان کے تحریری بیانات اشاعۃ السنۃ شمارہ نمبر 1 جلد نمبر 11 میں صفحہ نمبر 19 سے لے کر 163 تک دیکھے جا سکتے ہیں۔ مختصراً صرف دو علماء کی مولوی ثناء اللہ صاحب کی مانگی ہوئی لمبی زندگی کے بارہ میں جانتے ہیں کہ وہ رحمت بنی یا ندامت۔

ممتاز اہل حدیث عالم دین جناب عبد الاحد خانپوری صاحب لکھتے ہیں

''اس کا ہدائت کی طرف آنا مشکل ہے کیونکہ یہ حکم آیت فَلَمَّا زَاغُوۡۤا اَزَاغَ اللّٰہُ قُلُوۡبَہُمۡ (الصف 6) اور وَیَتَّبِعۡ غَیۡرَ سَبِیۡلِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی (النساء 116)

اس کے دل کو عزوجل نے حق سے پھیر دیا۔۔نہیں سمجھتا بلکہ علماء و عظماء اہل سنت کی ہتک کرتا ہے بلکہ وہ مقلدین جامدین اہل بدعت سے بدتر ہے۔ ثناء اللہ کی گمراہی بے سبب اعتقادی و الحاد و افراط و بے باکی کے ہے۔ وہ اپنے بزرگوں اور شیوخ و اساتذہ کی بے ادبی کرتا ہے اور اللہ عزوجل و رسول ﷺ کے کلام کی تحریف کرنے میں ایک ذرہ اس کے دل میں خوف نہیں آتا۔''

(اشاعۃ السنۃ شمارہ نمبر 1 جلد 23 صفحہ 36 و 37 بیان عبد الاحد خانپوری زیر عنوان رسالہ اتباع سلف کی تکذیب)

اسی طرح جناب فقیر اللہ مدراسی صاحب لکھتے ہیں '' ثناء اللہ باوجود کم علمی و بدفہمی کے اُن کے مقابلہ میں صرف مغالطہ و عام فریبی و ضد وعناد و کجروی سے کام لیتا ہے اور فرق ضالہ، معتزلہ کی چال چلتا ہے۔''

(اشاعۃ السنۃ شمارہ نمبر 1 جلد 23 صفحہ 39 بیان مولوی فقیر اللہ مدراسی زیر عنوان رسالہ اتباع سلف کی تکذیب)

تم عالم نہیں غلو کرنے والے شرم حیاء کا خون کرنے والے مسخرے ہو۔

جناب مولوی محمد حسین بٹالوی

اہل حدیث کے وکیل جناب مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب ثناء اللہ کے علم و دیانت اور لمبی زندگی کو کیسے دیکھتے ہیں ''تم آریوں اور عیسائیوں کے ساتھ تمسخرانہ مباحثے کرتے ہو جسے سن کر بعض بے علم تمہارے معتقد ہو رہے ہیں ان کو یہ غلو چھوڑنا پڑے گا۔

(اشاعۃ السنۃ شمارہ نمبر 11 جلد 22 صفحہ 325 تصیحت نامہ نمبر 5 متعلق اتباع سلف سال 1907ء)

تم نے عجیب چال بازی دھوکہ دہی کی ہے اور اس اپنے جملہ مصدقین کی آنکھوں میں دھول ڈال کر ان کو روز روشن میں اندھا بنا دیا ہے۔ ان میں سے کسی ایک کو تمہاری دھوکہ بازی نظر نہیں آئی۔

(اشاعۃ السنۃ شمارہ نمبر 11 جلد 22 صفحہ 326 تصیحت نامہ نمبر 5 متعلق اتباع سلف سال 1907ء)

''ثناء اللہ کا یہ قول محض اراجیف باطلہ و اکاذیب عاطلہ ہے۔ یہ کذاب ہے کذاب ہے۔ اس نے دیدہ دانستہ شرم وحیا کا خون کیا ہے۔''

(اشاعۃ السنۃ شمارہ نمبر 1 جلد 23 صفحہ نمبر 18 زیر عنوان رسالہ اتباع سلف کی تکذیب)

1925ء میں ایک بار پھر 70 علماء کا فتویٰ مولوی ثناء اللہ اہل حدیث سے خارج، عالم سوء ہے۔

عبدالعزیز سیکرٹری جمعیۃ مرکزیہ اہل حدیث ہند لکھتے ہیں ”پنجاب، دہلی، بنگال، مدراس، اور تمام ہندوستان کے سر برآوردہ 70/80 کے قریب علماء نے یہ فتویٰ دیا کہ ان مقامات میں بے شک معتزلہ جہمیہ وغیرہ فرقہ ضالہ کا اتباع کیا گیا ہے اور مولوی ثناء اللہ صاحب اہل حدیث سے خارج ہیں۔ عالم سوء ہے۔ پنجاب کے اکثر علماء جو مولوی صاحب کے قال وحال سے واقف تھے ان کے دام تزویر میں نہ آئے۔“

(فیصلہ مکہ صفحہ نمبر 2 و 3 و 5 شائع کردہ آفتاب برقی پریس امرتسر باہتمام محمد عبد اللہ منہاس اور مولوی عبد العزیز سیکرٹری جمیعۃ اہل حدیث ہند لاہور)

مولوی ثناء اللہ صاحب کے خلاف راولپنڈی میں 3 رکنی علماء کا بینچ کا قیام

مولوی ثناء اللہ صاحب کی دھڑے بندی سے سارے اہل حدیث ناراض تھے جس پر راولپنڈی آرہ بازار میں سب اہل حدیث علماء جمع ہوئے اور فیصلہ ہوا کہ ”علمائے موحدین میں سے تین حکم مقرر کئے جائیں۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اقرار کیا کہ میں ان حضرات کے فیصلہ کو قبول کروں گا۔ فرض منصفین کا یہ تھا بناء براں اغلاط کے مولوی ثناء اللہ صاحب اہل حدیث ہیں یا نہیں۔“

(فیصلہ مکہ صفحہ نمبر 5 شائع کردہ آفتاب برقی پریس امرتسر باہتمام محمد عبد اللہ منہاس اور مولوی عبد العزیز سیکرٹری جمیعۃ اہل حدیث ہند لاہور)

گندے کپڑوں والے تمہارا جھگڑا اللہ سے ہے مکہ میں علمائے حرمین کے بینچ کا امرتسری صاحب کے خلاف فیصلہ

1926ء میں امرتسری صاحب کا جھگڑا جب بڑھ گیا تو ہندوستان کے علماء اس جھگڑے کو سعودی فرماں روا اور حرمین کے علماء کے پاس لے گئے۔ چنانچہ حج کے بعد حرمین کے جید علماء نے سعودی فرماں روا کے حکم پر اہل حدیث ہند کے نمائندوں اور مولوی ثناء اللہ امرتسری کے جھگڑے کو سنا۔ مقدمے کی سماعت کے دوران امام کعبہ نے مولوی امرتسری صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ”جس شخص کے کپڑے گندے ہوں وہ کہے مجھے زمین سے بو آتی ہے اس کو چاہئے زمین سے پہلے اپنے کپڑے صاف کرے۔ یہ جھگڑا تمہارا اور غزنویوں کا نہیں بلکہ تمہارا اور اللہ کا ہے۔۔ آپ کی خیر خواہی اور بھلائی کے لئے کہتا ہوں کہ آپ توبہ کریں۔“

(فیصلہ مکہ صفحہ نمبر 12 و 13 شائع کردہ آفتاب برقی پریس امرتسر باہتمام محمد عبد اللہ منہاس اور مولوی عبد العزیز سیکرٹری جمیعۃ اہل حدیث ہند لاہور)

عبد اللہ بن سلیمان آل بلیہد رئیس القضاۃ الافطار ”انہوں نے اپنی غلطیوں پر اصرار کیا اور معاندانہ روش اختیار کی۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو حق کی طرف چلے آنے کی توفیق مرحمت فرمائیگا۔“ صفحہ 15

محمد بن عبدالطیف آل شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب قاضی ریاض ”یہ ایک بدعتی اور گمراہ کی کلام ہے۔ نہ تو مولوی ثناء اللہ سے علم حاصل کرنا جائز ہے اور نہ اس کی اقتداء جائز ہے اور نہ اس کی شہادت قبول کی جائے اور نہ اس کی کوئی بات روایت کی جائے۔ اور نہ اس کی امامت صحیح ہے۔ پس اس کے کفر اور مرتد ہونے میں کوئی شک نہیں اس سے بچنا اور کنارہ کشی واجب ہے۔“ صفحہ نمبر 17

سلیمان بن محمد جمہور النجدی ”خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں وہ جہنمی ہے۔ نہ اس کے پیچھے نماز پڑھی جائے اور نہ اس کی قبر پر دعا کے لئے کھڑا ہو۔“ صفحہ نمبر 20

شیخ عبد العزیز بن عبد الرحمان آل بشر ”اس کا مقاطعہ کیا جائے۔“ صفحہ نمبر 21

امرتسری صاحب آپ آریہ، چکڑالوی یا مرزائی کیوں نہیں

مولوی عبدالعزیز صاحب امرتسری صاحب کے متعلق، زیرعنوان ”آپ کی حالت“ لکھتے ہیں:

”آپ نے چکڑالویوں کی صدارت میں تقریری مناظرہ کیا اس سے آپ چکڑالوی کیوں نہیں؟ آپ نے لاہوری مرزائیوں کے پیچھے نماز پڑھی آپ مرزائی کیوں نہیں؟ آپ نے فتویٰ دیا کہ مرزائیوں کے پیچھے نماز جائز ہے اس سے آپ خود مرزائی کیوں نہیں؟ آپ نے مرزائیوں کو عدالت میں مرزائی وکیل کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے مسلمان مانا۔ اس سے آپ مرزائی کیوں نہیں؟ آپ نے دہرم بھکشو آریہ مناظرہ کو جب مرزائیوں سے مناظرہ تھا آپ نے اپنی کتابوں سے آریہ کی امداد کی اس سے آپ آریہ کیوں نہیں؟ صفحہ نمبر 36

مفتری، کذاب، خائن، مکار، کتا خنزیر کہلانے کا مستحق فرمان مولوی محمد حسین بٹالوی

مولوی محمد حسین بٹالوی وکیل اہل حدیث نے اپنے رسالہ میں امرتسری صاحب کے خلاف زیرعنوان ”باپ بیٹے کا مباحثہ“ شمارہ 1 جلد 23 کے صفحہ نمبر 193 سے 352 تک ایک طویل مضمون لکھا اور مولوی ثناء اللہ صاحب کے سینکڑوں اکاذیب وِ حیل کی تفصیل درج کی۔ صرف چند ایک درج ہیں:

”مفتری کذاب شرم وحیاء سے عاری ص 18 * کاذب اور خائن ص 158 ا * اس کی خدمات اسلامیہ رجل فاجر کی ہیں۔ دروغ گو، دھوکہ باز، خائن اور جھوٹا ص 163 * مرزائی ہو چکا ہے ص 193 * بھاری حربہ کذب بیانی، دھوکہ دہی، مذاق، تمسخر، شعر بازی، فلوس بٹورنے کا ذریعہ، مغرور ص 194 * دروغ گو، شیر نہیں گیدڑ ص 195 * کاذب گیدڑ ص 196 * گیدڑ کاذب ص 197 * مکار آبلہ فریبی ص 362 * کتا خنزیر مسلمان تو کیا خنزیر یا کتا کہلانے کا مستحق ہے ص 376 * فرقہ اہل حدیث سے خارج اور فرقہ معتزلہ میں شامل ہے ص 374 وغیرہ وغیرہ سخت الفاظ سے نواز دیا۔

(اشاعۃ السنۃ ص 18 جلد 23 شمارہ 1 / ص 158 شمارہ 5 / ص 163 شمارہ 5 / ص 193 شمارہ 7 ص 194 شمارہ 7 / ص 195 شمارہ 7 / ص 362 شمارہ 12 / ص 376 شمارہ 12 ص 374 شمارہ 12)

وہابی مذہب کے ڈھول کا پول

مندرجہ بالا عنوان سے ایک مطبوعہ بڑا پوسٹر قادری محمد ضیاء اللہ صاحب مالک قادری کتب خانہ سیالکوٹ شہر کی طرف سے حضرت مولانا ابو العطاء صاحب کو الفرقان میں اشاعت کے لئے موصول ہوا تھا۔ بریلوی عالم محمد ضیاء اللہ صاحب نے اس اشتہار کے جملہ حوالہ جات کے متعلق اعلان کیا تھا ” کہ اِس اشتہار میں درج کردہ حوالہ جات کو غلط ثابت کرنے والے کو فی حوالہ پانچ صد روپیہ انعام دیا جائے گا۔“ یہ اشتہار روبینہ پرنٹنگ پریس سیالکوٹ میں طبع ہوا ہے۔ ہم قادری صاحب کے اشتہار کا ایک حصہ اُن ہی کے الفاظ میں درج کرتے ہیں۔

فرقہ کے اکابرین کے متعلق وہابی مولویوں کی رائے	نام؟	حوالہ جس میں درج ہے
مولوی فقیر اللہ صاحب مدراسی کے نزدیک دجّال ملحد منافق زندیق کون ہے؟	سردار الوہابیہ مولوی ثناء اللہ امرتسری	اخبار اہلحدیث امرتسر صفحہ 2 جون 1916ء
مولوی عبد اللہ صاحب روپڑی کے نزدیک جہنمی معتزلی۔ کافر۔ ملحد اور خبیث کون؟	مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری	مظالم روپڑی صفحہ 5
وہابیہ کی مرکزی جمیعت اہلحدیث ہند لاہور کے سیکرٹری عبد العزیز کے نزدیک سوقیانہ بازاری حملے کرنے والا کون ہے؟	مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری	فیصلہ مکہ صفحہ 3
مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی اور مولوی ثناء اللہ کو گمراہ سمجھنے والا کون ہے؟	حافظ عبد اللہ صاحب روپڑی	تنظیم اہلحدیث روپڑی صفحہ 13 یکم جنوری 1933ء
مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو جامع بین انواع الکفرین قض الکلام متعارض البیان میشع الالحاد والفساد سمجھنے والا کون ہے؟	مولوی فقیر اللہ صاحب مدراسی	اخبار اہلحدیث امرتسر صفحہ 2 16 جون 1916ء
مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی کے نزدیک مرزائیوں کے پیچھے نماز پڑھ لینے کا فتویٰ دینے والا کون ہے؟	مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری	مجموعہ الفتاویٰ امرتسر صفحہ 219 فیصلہ مکہ 7
مولوی ثناء اللہ امرتسری کے نزدیک عدالت میں مرزائیوں کے کفر کا فتویٰ نہ دینے والا اور ان کو مسلمان کہنے والا کون ہے؟	مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی	اہلحدیث امرتسر صفحہ 4 17 جولائی 1914ء
مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی کے نزدیک مرزائی فتنہ سے زیادہ فتنہ برپا کرنے والا مفتر کون ہے؟	مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری	فیصلہ مکہ صفحہ ا
مولوی عبد الحق صاحب غزنوی کے نزدیک مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کون نہ کیا جائے؟	مولوی ثناء اللہ امرتسری	اربعین صفحہ 29
مولوی ثناء اللہ امرتسری کو خارج از فرقہ اہل حدیث سمجھنے والا کون ہے؟	مولوی عبد اللہ روپڑی	تنظم اہلحدیث روپڑی صفحہ 10 یکم نومبر 1932ء
وہابیہ کے مشہور مجہدین اور اکابر مولوی ثناء اللہ امرتسری حافظ عبد العزیز رحیم آبادی۔ حافظ عبد اللہ غازی پوری کو ملحد کہنے والا کون وہابی مولوی ہے؟	مولوی فقیر اللہ صاحب مدراسی	اخبار اہلحدیث امرتسر صفحہ 2 16 جون 1916ء
دنیا کے نزدیک مولوی ثناء اللہ کی تفسیر قرآن کی تفسیر نہیں بلکہ تحریف ہے کس کا مقولہ ہے؟	مولوی عبد اللہ صاحب روپڑی	فتاویٰ اہل حدیث صفحہ 75
کس کے نزدیک مولوی ثناء اللہ صاحب اہلحدیث کہلانے کے مستحق نہیں؟	مولوی عبد اللہ صاحب روپڑی	فتاویٰ اہلحدیث صفحہ 75 (الفرقان جنوری 1974ء)

مضمون کی طوالت کے ڈر سے ہم صرف اہل حدیث یعنی امرتسری صاحب کے ہم مسلک علماء کے چند اقوال پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ مختصر یہ کہ امرتسری صاحب آپ نے لمبی زندگی مانگ لی اور پھر خود ہی طے کر دیا کہ ”خدا تعالیٰ جھوٹے دغاباز، مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے تا کہ وہ اس مہلت میں اور بھی برے کام کریں“ سو خدا نے آپ کو لمبی زندگی بھی عطا کر دی اور وہ عطا کر دیا جو آپ نے کہا کہ جھوٹے دغاباز اور مفسد لمبی زندگی جیتے ہیں تو ایک طرف آپ لمبی زندگی جیے تو دوسری طرف جماعت کی اقوام عالم میں ترقیات کو دیکھا اور تیسری طرف بقول آپ کے اساتذہ اور روحانی باپ آپ مفتری، کذاب، خائن، مکار کے عنوانات سے مزئین ہوئے تو پھر یہ لمبی زندگی آپ کے لئے باعث رحمت بنی یا باعث ندامت؟ فاعتبروا یا اولا الابصار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایسے ہی مخالفین کے متعلق انذاری پیشگوئی کرتے ہوئے فرمایا تھا:

”ان بداندیشوں نے بہتیرے ہاتھ پاؤں مارے۔ ایڑیاں رگڑیں۔ مکاریاں اور عیاریاں دکھلائیں۔ پر آخر مرغ گرفتار کی طرح پھڑ پھڑا کے رہ گئے۔ پس جبکہ ہاتھوں سے ان مقدس لوگوں کا نقصان نہ ہوسکا تو صرف زبان کے ہتک آمیز الفاظ سے کب ہوسکتا ہے۔۔۔ نہ تلواروں کی دھار اس شان و شوکت کو کاٹ سکی۔ نہ تیروں کی تیزی اس میں کچھ رخنہ ڈال سکی۔ وہ جلال ایسا چمکا جو اس کا حسد کتنوں کا لہو پی گیا۔ وہ تیر ایسا برسا جو اس کا چھوٹا کئی کلیجوں کو کھا گیا۔ وہ آسمانی پتھر جس پر پڑا اسے پیس ڈالتا رہا اور جو شخص اس پر پڑا وہ آپ ہی پیا گیا۔ خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے۔“

(براہین احمدیہ حصہ دوم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 106)

رپورٹ: رانا عرفان شہزاد۔ صدر جماعت مسجد فضل لندن

سال نو تبلیغ ڈنر

اسلام میں ہمسایوں کے حقوق پر بہت زور دیا گیا ہے اور ہمسایوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی احادیث میں متعدد روایات موجود ہیں۔ انہی اسلامی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے مکرم امیر صاحب یو کے کے حکم کی اطاعت میں شعبہ تبلیغ مسجد فضل لندن سیکرٹری تبلیغ مکرم ڈاکٹر نصیر احمد کی سربراہی میں وقتاً فوقتاً مسجد فضل لندن کے گرد و نواح میں رہائش پذیر مقامی افراد کو مسجد فضل لندن کی سیر پر بلاتے رہتے ہیں اور انہیں مسجد کی سیاحت کے علاوہ جماعت احمدیہ کا مختصر تعارف بھی کروایا جاتا ہے۔

گزشتہ سال کوئین الزبتھ کی پلاٹینم جوبلی کے موقع پر منعقدہ مقامی تقریبات میں شمولیت کے بعد مقامی افراد کی جانب سے مسجد کی زیارت کی خواہش کا اظہار کیا گیا۔ مکرم امیر صاحب یو کے نے مقامی افراد کو مسجد کا وزٹ کروانے کی طرف خاص توجہ دینے کا ارشاد فرمایا۔

سال نو کی آمد کی مناسبت سے شعبہ تبلیغ نے یہ پروگرام ترتیب دیا۔

اس پروگرام کا انعقاد مؤرخہ 15/ جنوری 2023ء بروز اتوار کیا گیا۔

سو کے قریب دعوت نامے چھپوا کر مسجد فضل لندن سے ملحقہ گلیوں Gressenhall Road, Granville Road Segmour Road, Melrose Road کے گھروں میں دستک دے کر انفرادی طور پر یہ دعوت نامے تقسیم کیے گئے۔ دعوت ناموں کی تقسیم کے لیے مکرم رانا ناصر احمد نائب صدر، مکرم ڈاکٹر نصیر احمد سیکرٹری تبلیغ، مکرم ارسلان احمد جنرل سیکرٹری اور مکرم جہانگیر پر مشتمل دو ٹیمیں بنائی گئیں جن کا لوگوں کی طرف سے بہت اچھا Response ملا اور اکثر افراد کی طرف سے بذریعہ ای میل کنفرمیشن بھی آگئی۔ ہمارا اندازہ تھا کہ 20 سے 25 افراد تقریب میں شرکت کریں گے۔

اس پروگرام کا انعقاد مسجد فضل لندن میں واقع محمود ہال کے عقب میں نصب مارکی میں کیا گیا۔ جسے مکرم رانا ناصر احمد نائب صدر مسجد فضل لندن نے مکرم بشارت احمد نعیم سیکرٹری تربیت اور مکرم مبارک احمد کنگ، مکرم حسان شہزاد رانا اور مکرم حبیب الرحمٰن رانا نے مل کر بہت خوبصورتی سے تیار کیا۔ مارکی کو مختلف اقسام کے تبلیغی بینرز اور تصاویر سے مرصع کیا گیا تھا۔ سیکرٹری ضیافت یو کے مکرم مرزا عبد الرشید نے پُر تکلف عشائیہ کا انتظام کیا گیا۔

مؤرخہ 15/ جنوری شام چھ بجے مہمانان کی آمد کا سلسلہ شروع ہوا اور خدا کے فضل رحم کے ساتھ مہمانوں کی متوقع تعداد جو کہ 20 سے 25 تک تھی بڑھ کر معجزانہ طور پر 50 تک جا پہنچی۔ شاملین پروگرام کی خاص بات یہ تھی کہ یہ لوگ اپنی فیملیز کے ساتھ تشریف لائے اور مسجد کے گیٹ پر مکرم ڈاکٹر سردار حمید، مکرم ڈاکٹر نصیر اور مکرم بشارت احمد نعیم نے اُن کا استقبال کیا۔

پروگرام کے مہمان خصوصی ریجنل امیر مسجد فضل لندن کے نمائندہ خصوصی مکرم عمران احمد شیخ تھے جب کہ میزبانی کے فرائض مکرم عثمان شہزاد بٹ ریجنل مشنری مسجد فضل ریجن نے سرانجام دیے۔

پروگرام کا آغاز شام سات بجے تلاوت قرآن کریم سے کیا گیا جس کی سعادت مکرم ڈاکٹر نصیر احمد نے حاصل کی۔

تلاوت کے بعد خاکسار رانا عرفان شہزاد صدر جماعت مسجد فضل لندن نے معزز مہمانوں کی آمد کا شکریہ ادا کیا اور اپنے welcome Address میں آنے والے مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔

بعد ازاں مکرم عثمان شہزاد بٹ نے اس پروگرام کی غرض و غایت بیان کی۔ جماعت احمدیہ کا مختصر تعارف بذریعہ پروجیکٹر حاضرین مجلس کو بڑی سکرین پر دکھایا گیا جس میں خاص طور پر یہ بتایا گیا تھا کہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا موٹو ’’محبت سب کے لیے نفرت کسی سے نہیں‘‘ ہے۔ علاوہ ازیں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز امن کے سفیر کے طور پر عالمی تصادم کو روکنے کے لیے جو کوششیں کر رہے ہیں ان کا جائزہ بھی پیش کیا گیا۔

اس کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا جس کے بعد مختلف مہمانوں نے اپنے تاثرات بیان کیے۔

ایک مہمان مسٹر چارلس نے بتایا کہ گزشتہ سال نومبر میں ساؤتھ فیلڈ اسٹیشن پر جماعت احمدیہ کے رضا کار سخت سردی کے باوجود Popy Apeal سلسلہ میں فنڈز اکٹھے کرتے رہے اور قریباً 10,000 پاؤنڈز سے زائد کی رقم صرف اس اسٹیشن سے اکٹھی کی گئی جب کہ خدمتِ انسانیت کا یہ سلسلہ سارے لندن کے مختلف مقامات پر جاری تھا۔

اس کے بعد معزز مہمانوں کی خدمت میں پر تکلف عشائیہ پیش کیا گیا اور ان کے اپنے مشرقی کھانوں سے تواضع کی گئی۔

کھانے کے بعد تمام مہمانوں نے مسجد کا وزٹ کیا اور مسجد فضل کے اندر تشریف لے گئے جہاں پر خواتین وحضرات نے کھل کر مختلف سوالات کیے جن کے جوابات مکرم عثمان شہزاد بٹ نے دیے۔

ایک مہمان خاتون نے کہا کہ میں نے اس بات کا مشاہدہ کیا ہے کہ باہر سے مسجد فضل سیدھی ہے جبکہ اندر جائے نماز ترچھے بچھائے گئے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ جواباً محترم مربی صاحب نے بتایا کہ یہ قبلہ رخ درست کرنے کے لیے ہے۔

قصہ مختصر تمام مہمانوں نے ہماری مہمان نوازی اور ضیافت کو بہت پسند کیا اور شکریہ ادا کیا۔

کھانے کی ٹرانسپورٹ اور تقسیم مکرم اجمل خان پاشا سیکرٹری ضیافت اور مکرم محمد احمد راجہ نے کی جب کہ کارکنان میں مکرم نعمان احمد، مکرم جہانگیر، مکرم سعادت احمد، مکرم نعیم احمد ناصر اور مکرم احتشام احمد نے بہت تعاون کیا۔ جبکہ سمیع وبصری کے انچارج مکرم اسامہ رانا تھے۔ معزز مہمانوں اور شاملین کی تعداد 75 رہی۔ الحمد للہ علی ذالک

مہمانوں کی دلچسپی اور شکریہ کا سلسلہ اسی پر ختم نہیں ہوا بلکہ بعد ازاں انہوں نے بذریعہ ای میل بھی شکریہ ادا کیا۔

ایک مہمان مسٹر برائن اوٹس Mr Bryan Oatss لکھتے ہیں:

’’میں اور میری بیوی Ruthie آپ لوگوں کے تہ دل سے مشکور ہیں کہ کس طرح آپ لوگوں نے گزشتہ شب مسجد فضل میں ہمارا شاندار

استقبال کیا۔ کھانا بہت لذیذ تھا اور جو باتیں ہم نے سنیں وہ دل میں اتر جانے والی تھیں۔ مسجد فضل میں گزارے ہوئے یہ لمحات ہماری زندگی کے چند پر سکون اور خوشیوں سے بھرپور لحموں میں سے ایک ہیں جس کو ممکن بنانے میں ہم آپ کے تہ دل سے مشکور ہیں۔ آپ لوگوں کا بہت شکریہ۔ (برائن)

معزز مہمانوں کے ان زریں الفاظ سے ہمیں اس بات کی تقویت ملی کہ ان شاء اللہ تعالیٰ ہم ہمسایوں سے ملاقاتوں کا یہ سلسلہ مستقبل میں بھی جاری رکھیں گے تا احمدیت کا پُرامن پیغام ہر گھر تک پہنچ جائے۔ (ان شاء اللہ)

آخر میں خاکسار تمام کارکنان اور انتظامیہ کا مشکور ہے جو اپنی گو نا گوں مصروفیات میں سے وقت نکال کر تشریف لائے اور اس تقریب کو اپنے کام اور جہد مسلسل سے ممکن بنایا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں احسن رنگ میں خدمتِ دین کی توفیق دیتا چلا جائے۔ آمین

بقیہ: عیادت کے آداب ...... از صفحہ 13

کے وقت اپنے بیمار بھائی کو دم کرنا بھی جائز ہے لیکن دم اور درود کو پیشہ اور کمائی کا ذریعہ نہیں بنانا چاہیے۔

بے ہوش آدمی کی بھی تیمارداری واجب ہے۔ عورتوں کا مردوں کی عیادت کرنا جائز ہے۔ مریض کے پاس اس کی طبیعت یا بیماری کے مطابق تحفہ پھل یا کھانا لے کر جانا بھی محبت و مودّت کے تعلق میں مزید اضافہ کرتا ہے۔ آنحضرت ﷺ فرماتے تھے۔ تم آپس میں تحفہ دیا کرو۔ باہم محبت بڑھے گی۔ مریض کے پاس جا کر زیادہ باتیں اور شور نہیں کرنا چاہیے اور اگر مریض کہے کہ پاس سے اٹھ کر آپ چلے جائیں تو بغیر بُرا منائے اُٹھ کر چلے جانا چاہیے۔

پس معاشرہ میں محبت کی فضا کو قائم رکھنے اور یکجہتی پیدا کرنے کے لئے بیمار کی تیمارداری کرنا بہت ضروری ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اس فریضہ کی ادائیگی میں کبھی کوتاہی نہ برتیں۔ بلکہ اپنے بھائی بندوں کی تکلیف کی گھڑیوں میں ان کے دکھ بانٹیں۔ اور ان کے لئے ہمیشہ دعا گو ہوں تا خدا کے قرب کا شرف حاصل کر سکیں۔ آمین

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

مسعود احمد طاہر۔ نمائندہ الفضل آن لائن گیمبیا

ریجنل اجتماع لجنہ اماء اللہ این۔بی۔آر۔ گیمبیا

مربی سلسلہ این۔بی۔آر ریجن مکرم لامین نیابلی لکھتے ہیں کہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس لجنہ اماء اللہ این۔بی۔آر ریجن کو اپنا ریجنل اجتماع کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ

یہ اجتماع مؤرخہ 29/ جنوری 2023ء بروز اتوار جماعتی ریجنل ہیڈ کوارٹر فرافینی میں منعقد ہوا۔جس میں 09 مجالس کی لجنات اور ناصرات نے دور دراز کا سفر کرکے اس میں شمولیت اختیار کی۔

اجتماع کا باقاعدہ آغاز صبح گیارہ بجے تلاوت قرآن پاک سے ہوا جو کہ مکرمہ بنٹا جائن صاحبہ نے کی۔تلاوت کے بعد تمام شاملین نے ریجنل صدر لجنہ اماء اللہ کی صدارت میں عہد دہرایا۔عہد کے بعد مکرمہ فاٹوماٹا جائن اور ان کی ٹیم نے لوکل زبان مینڈیکا میں ایک نظم کے ساتھ اجتماع میں حاضرین کا استقبال کیا۔

ریجنل صدر صاحبہ کے افتتاحی خطاب کے بعد لوکل صدر صاحبہ نے اسلام میں مساوات کے موضوع پر ایک لیکچر دیا۔

ظہر اور عصر کی نمازیں دوپہر ڈھائی بجے ادا کی گئیں۔نمازوں کے بعد حاضرین کو دوپہر کا کھانا پیش کیا گیا۔ کھانے کے فوراً بعد علمی مقابلہ جات کا آغاز کیا گیا۔تعلیمی مقابلوں کے بعد یالل باہ مجلس کی محترمہ جولی باہ نے لجنہ اماءاللہ کی ذمہ داریوں کے عنوان پر تقریر کی۔

اجتماع کے آخری سیشن کے دوران پوزیشن لینے والی لجنات میں انعامات تقسیم کیے گئے۔ ریجنل صدر صاحبہ لجنہ نے اس بات پر زور دیا کہ بچوں کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دی جانی چاہیے۔انہوں نے لجنہ کو مالی قربانی کے حوالے سے بھی توجہ دلائی۔

اجتماع میں شامل ایک لجنہ نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ انہیں یہ نہیں دیکھنا چاہئے کہ دوسرے لوگ کس طرح برتاؤ کر رہے ہیں۔انہیں اپنے وسائل کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

وہ لجنہ پر مزید زور دیتی ہیں کہ وہ اپنی بیٹیوں کی شادی احمدی مردوں سے کریں اور ایسا کرتے ہوئے نیک لوگوں کی تلاش کریں۔

اجتماع کا اختتام صدر صاحبہ کی اجتماعی دعا کے ساتھ ہوا۔ اجتماع کی کل حاضری 57 رہی۔

دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین

دعا کا تحفہ
بیماری میں دَم

حضرت ابوسعیدؓ خدری بیان کرتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور پوچھا کہ اے محمدؐ آپ بیمار ہیں؟ حضور نے فرمایا ”ہاں“ تب جبریل علیہ السلام نے ان الفاظ میں حضوؐر کو دم کیا:

بِسۡمِ اللّٰہِ اَرۡقِیۡكَ وَاللّٰہُ یَشۡفِیۡكَ مِنۡ کُلِّ شَیۡءٍ یُؤۡذِیۡكَ وَمِنۡ شَرِّ کُلِّ نَفۡسٍ وَّعَیۡنٍ حَاسِدَۃٍ اَللّٰہُ یَشۡفِیۡكَ بِسۡمِ اللّٰہِ اَرۡقِیۡكَ

(مسلم کتاب السلام)

ترجمہ:-اللہ کے نام کے ساتھ مَیں آپ کو دم کرتا ہوں اور اللہ آپ کو ہر موذی بیماری سے شفا دے گا۔اور ہر نفس اور حسد کرنے والی آنکھ کے شر سے آپ کو بچائے گا اللہ آپ کو شفا دے گا۔اللہ کے نام کے ساتھ میں آپ کو دم کرتا ہوں۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 146)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

ایک سبق آموز بات

آپ کا کوئی بھی عمل در اصل آپ کے انتخاب کا نتیجہ ہوتا ہے جو آپ کی سوچ پر منحصر ہے۔ اس لئے اپنی سوچ کی خود ذمہ داری لینا ایک قابل قدر شخصیت کا ہی خاصہ ہوتا ہے اور ایک باعزت انسان کبھی حالات اور دوسرے کسی شخص کو اپنے کسی ناقص عمل کا ذمہ دار نہیں ٹھہراتا۔ جیسا کہ اگر صبح دیر سے اٹھنے اور کام پر تاخیر سے آنے کی عادت ہو تو بہانے بنانے کی جگہ اپنی کمزوری تسلیم کر لینا اور اس کے ٹھیک کرنے کے لئے مشورہ مانگنا بہتر ہوتا ہے۔

مرسلہ: کاشف احمد

فقہی کارنر

انسانی پیدائش کی غرض عبادت ہے

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: کس قدر ضرورت ہے کہ تم سمجھ لو کہ تمہارے پیدا کرنے سے خدا تعالیٰ کی غرض یہ ہے کہ تم اس کی عبادت کرو اور اس کے لئے بن جاؤ۔ دنیا تمہاری مقصود بالذات نہ ہو۔ میں اس لئے بار بار اس امر کو بیان کرتا ہوں کہ میرے نزدیک یہی ایک بات ہے جس کے لئے انسان آیا ہے اور یہی بات ہے جس سے وہ دور پڑا ہوا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تم دنیا کے کاروبار چھوڑ دو۔ بیوی بچوں سے الگ ہو کر کسی جنگل یا پہاڑ میں جا بیٹھو۔ اسلام اس کو جائز نہیں رکھتا اور رہبانیت اسلام کا منشاء نہیں۔ اسلام تو انسان کو چُست اور ہوشیار اور مُستعد بنانا چاہتا ہے، اس لئے مَیں تو کہتا ہوں کہ تم اپنے کاروبار کو جدو جہد سے کرو۔ حدیث میں آیا ہے کہ جس کے پاس زمین ہو اور وہ اس کا تردد نہ کرے تو اس سے مواخذہ ہوگا۔ پس اگر کوئی اس سے یہ مُراد لے کہ دنیا کے کاروبار سے الگ ہو جائے وہ غلطی کرتا ہے۔نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ سب کاروبار جو تم کرتے ہو اس میں دیکھ لو خدا تعالیٰ کی رضا مقصود ہو اور اُس کے ارداہ سے باہر نکل کر اپنی اغراض و جذبات کو مقدّم نہ کرے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 170 ایڈیشن 2016ء)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

طلوع وغروب آفتاب

15/ مارچ 2023ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:14	18:30
مدینہ منورہ	05:14	18:31
قادیان	05:18	18:36
ربوہ	04:58	18:16
اسلام آباد ٹلفورڈ	04:48	18:07